کتاب و سنت اور اسلافِ اُمّت کی تعلیمات کا علمبردار

ماہنامہ

اشرف الجرائد

حیدرآباد

Volume:8 Issue:12 December 2015

مُدیر

مولانا محمد عبدالقوی

ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد

www.idara.info

اشرف الجرائد میں شامل تمام مضامین کی تمام جزئیات سے مدیر کا اتفاق ضروری نہیں

آئینۂ مضامین

درسِ قرآن	تمہارے اموال واولاد اللہ کے ذکر سے تمہیں۔۔	مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ	۵
درسِ حدیث	یہ بھی ایذا رسانی میں شامل ہے	مولانا سید نذیر احمد یونس قاسمی	۷
پیش گفتار	اشرف العلوم بہ یک نظر	مدیر	۹
گوشۂ خواتین	آپسی تعلقات کو نبھایئے	مفتی محمد احمد علی قاسمی	۱۱
گوشۂ سیرت	پیغمبرِ انقلاب	مولانا محمد نفیس خان ندوی	۱۴
"	غیر مسلم شعراء اور مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی قاسمی	۱۷
اصلاحِ معاشرہ	کہیں ماہِ ربیع الاول بھی۔۔۔۔۔	مولانا مفتی محمد نوید سیف حسامی	۲۱
اقوالِ زریں	کچھ کام کی اور تجربے کی باتیں	مدیر	۲۴
تعاقبِ فرق ضالہ	فتنۂ انکارِ حدیث اور اسباب وعلل	مولانا محمد کبیر الدین قاسمی	۲۶
"	مسیحِ کذاب شکیل بن حنیف کے دجالی فتنے۔۔۔۔	مولانا محمد انصار اللہ قاسمی	۳۰
ردعیسائیت	ادیانِ سابقہ اور اسلام	مولانا مفتی صدیق احمد مظاہری	۳۵
فکر ونظر	حرمین شریفین کے تعلق سے ایک زبردست غلط فہمی	مولانا مفتی عباد الرحمٰن قاسمی	۳۹
افاداتِ اکابر	احسن المجالس سے اقتباسات	مولانا عبدالقیوم شاکر قاسمی	۴۳
ذکر رفتگاں	موت اس کی ہے، کرے جس پہ زمانہ افسوس	ادارہ	۴۶
فقہ وفتاویٰ	خواتین کی ملازمت کا حکم	ادارہ	۴۸
خبرنامہ	عالم اسلام کی خبریں	مولانا عبدالقادر فرید قاسمی	۵۰

اشرف الجرائد کی توسیع واشاعت میں حصہ لے کر اشاعتِ دین کا ثواب حاصل فرمائیں۔ ادارہ

درسِ قرآن

تمہارے اموال واولاد

اللہ کے ذکر سے تمہیں غافل نہ کردیں!!

مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ المنافقون)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے اموال اور اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں، اور جو شخص ایسا کرے گا سو یہ لوگ وہ ہیں جو نقصان میں پڑنے والے ہیں۔

تشریح: دنیا میں مال اور اولاد دو چیزیں ایسی ہیں جن میں مشغول ہو کر انسان اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، فرائض وواجبات کو چھوڑنا، نوافل واذکار سے دور رہنا، زبان سے دنیاوی دھندوں میں پھنسے رہنا، یہ سب امور ایسے ہیں جو اللہ کی یاد سے غافل کرنے والے ہیں؛ آدمی مال کمانے میں لگتا ہے تو اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، اولاد کو مالدار بنانے کے لیے اور موت کے بعد بہت سا مال چھوڑنے کے لیے کمائی کرتا ہے، حلال وحرام کا خیال نہیں کرتا، زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، واجباتِ شرعیہ میں خرچ نہیں کرتا، اگر کوئی شخص حلال مال ہی کمائے تب بھی کمانے کا انہماک اللہ کی یاد سے غافل کردیتا ہے، پھر اولاد کے غیر ضروری اخراجات، لاڈ پیار اور ایسی ہی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو گناہ پر لگاتی ہیں اور اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں، بقدرِ ضرورت اپنی جان کے لیے اور اپنی اولاد کے لیے مال کمانا جس میں اللہ کی رضا بھی مقصود ہو یہ تو اللہ کے ذکر میں ہی شامل ہے لیکن جس میں دنیا ہی مقصود ہو مال ہی مقصود ہو اس میں اللہ کے ذکر سے غفلت ہو جاتی ہے۔

پھر فرمایا: وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (اور جو شخص ایسا کرے یعنی اللہ کے ذکر سے غافل ہو جائے تو یہ لوگ نقصان میں پڑنے والے ہیں) جو شخص کافر ہے وہ تو پورا ہی خسارہ میں ہے یعنی اس کی ہلاکت کامل ہے، آخرت میں اس کے لیے دائمی عذاب ہے اور جو شخص مومن ہوتے ہوئے دنیا کے جھمیلوں میں لگے وہ بقدر جھمیلوں کے اللہ کے ذکر سے غافل رہتا ہے اور اور اسی کے بقدر خسارہ میں ہے، اور یہ خسارہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اللہ کا نام لینے سے ذرا سی غفلت بھی بہت بڑے نقصان کا ذریعہ بن جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایک بار سبحان اللہ و بحمدہٖ کہا اس کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جائے گا، اور یہ بھی فرمایا کہ اگر میں ایک بار سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کہہ دوں تو یہ مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔ دیکھو اللہ کے ذکر سے غافل ہونے میں کتنا بڑا نقصان ہے۔ (ماخوذ: از انوار البیان: ۵/ ۴۰۴، ۴۰۵)

بقیہ صفحہ ۲۳ سے

فلمی فحش گانوں کی ریکارڈنگ، نوجوانوں کے رقص و سرود اور اختلاط مرد و زن جیسے حرام و ناجائز امور کی انجام دہی انتہائی قابل افسوس اور قابل مذمت ہے، اگر ان لوگوں کو ان محرمات اور خلاف ادب کاموں سے روکا جائے تو وہ منع کرنے والے کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ٹھہرا کر ان قابل اصلاح امور کی طرف توجہ نہیں دیتے، ان بہروپی عقیدت مندوں کو سختی سے سمجھانے کی ضرورت ہے ورنہ کچھ عرصہ بعد جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ادب ناشناس جہلاء کی اسلام سوز حرکات کا مرقع بن جائے گا، جب تک ان محافل و مجالس کو کما حقہ تقدس اور جشن میلاد کو ادب و تعظیم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں ڈھال لیا جاتا اور ایسی تقاریب سے ان تمام محرمات کا خاتمہ نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا ہمارے شامل حال نہیں ہو سکتی''۔

(میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ص ۷۸۳)

درسِ حدیث

یہ بھی ایذا رسانی میں شامل ہے

مولانا سید نذیر احمد یونس قاسمی*

عَنْ اَبِیْ سَعِیدِنِ الخدریِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اِیَّاکُمْ وَالجلُوْس بالطُرقَاتِ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللہِ مَالَنَا مِنْ مجالِسِنَا بدٌّ نَتَحدَّثُ فِیْھَا قَالَ فَاِذَا اَبیتم الّا المجلِس فاَعطُوا الطَّرِیقَ حَقَّہٗ قَالُوْا مَا حَقُّ الطَّرِیقِ ؟ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ غَضُّ الْبَصر وَکَفُّ الاَذیٰ وَرَدُّ السَلَامِ وَالاَمْرُ بِالمعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ المنْکَرِ (مشکوٰۃ: کتاب الآداب باب السلام)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم راستوں پر بیٹھنے سے بچو، تو صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے لیے راستوں میں بیٹھنے کے علاوہ کوئی اور چارۂ کار نہیں ہے جہاں ہم (ضروری) گفتگو کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا جب تم مجبوری کی بنا پر بیٹھنے کے علاوہ سے انکار کرتے ہو تو پھر راستے کو اس کا حق دو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا راستے کا کیا حق ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، دوسروں کو تکلیف نہ پہونچانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم کرنا اور بُرائی سے روکنا۔

تشریح: آقائے رحمت ﷺ نے اس روایت میں راستوں میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اس لیے کہ راستہ انسانوں اور جانوروں اور سواریوں کی گذرگاہ ہے اور اس پر بیٹھنے سے ان گذرنے والوں کو تکلیف ہوگی اور مخلوقات میں سے کسی کو بھی کسی طرح کی ایذا رسانی ناجائز ہے، اور راستہ پر سب کا حق ہے اور راستہ پر بیٹھنے والا اس حق کے استعمال سے روکنے والا یا اس میں خلل ڈالنے والا ہے؛ مفہوم حدیث کو وسعت دی جائے تو اِیَّاکُمْ وَالجلُوْس بالطُرقَاتِ والی تنبیہ ہر اس مقام اور جگہ کے لئے عام ہوگی جہاں کسی نہ کسی طرح لوگ رکاوٹ ڈال رہے ہوں اور راستہ کا حق چھین رہے ہوں اور راہ گیروں کو تکلیف پہونچا رہے ہوں؛ اس وسیع تناظر میں جب ہم غور کریں تو ہمارا راستوں پر کچرا کوڑا ڈالنا اپنی عمارتوں کا ملبہ اور تعمیری اشیاء کو ہفتوں اور مہینوں راستوں پر ڈالے رکھنا اور دوسروں کو تکلیف پہونچانا، بسوں اور ٹرینوں میں بے حساب سامان کے ساتھ سفر کرنا

*استاذ شعبۂ عالمیت ادارہ ہذا

اور ساتھی مسافروں کو ایذاء دینا اور اپنی چھوٹی بڑی تقریبات کے بہانے راستوں اور گذرگاہوں کو بند کرنا، دینی پروگراموں کے بہانے راہ گیروں کا حق مار دینا، مخالف سمت ڈرائیونگ کرتے ہوئے راستہ روکنا اور بے ڈھنگے طریقے سے اپنی گاڑیوں کو پارک کر کے بیسیوں انسانوں کو ایذا دینا یہ اور اس جیسی بہت سی مثالیں ہیں جن کا حکم اور اس پر تنبیہ اس حدیث کی روشنی میں سمجھی جاسکتی ہے؛ پھر مزید یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ راستوں پر بیٹھنا یہ شرفاء کا طریقہ نہیں؛ بلکہ اوباشوں اور بے حیثیت لوگوں کا عمل ہے، ماحول و معاشرہ میں ایسے لوگ بُری نظروں سے دیکھے جاتے ہیں اور اس کا یہ بھی نقصان ہے کہ نگاہ اور زبان بھی قابو میں نہیں رہتی، نظروں کی حیاء و پاکیزگی ختم ہوجاتی ہے اور وہ بے لگام ہوجاتی ہیں؛ جب ان پاکباز صحابہؓ نے اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سنی تو اپنی مجبوری اور عذر بھی پیش کر دیا کہ کبھی ہمارے لیے مجبوری سے بیٹھنا ضروری ہوجاتا ہے، ایسے وقت ہم کیا کریں؟

صحابہؓ کے مکانات معمولی حیثیت کے تھے، ان کے مکانات اور دیوان خانے اتنے وسیع نہیں تھے کہ اصحابِ مجلس سب اس میں جمع ہوسکیں اور بہت سے معاملات وہ ہوتے تھے جن کو موقع پر حل کرنا ہوتا تھا ایسے میں افراد کا جمع ہونا اور راستہ میں بیٹھک کرنا ضروری ہوجاتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر ایسا ضروری ہی ہے تو راستہ کا حق ادا کرو۔ خدا جزائے خیر دے ان جانثارانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جنہوں نے اپنے معلم سے تعلیم سیکھنے کا حق ادا کیا اور عرض کیا کہ آقا! یہ بھی بتلا دیجئے کہ راستے کا حق کیا ہے؟ جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نگاہ نیچی رکھنا، دوسروں کو تکلیف نہ پہونچانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا۔

درحقیقت راستہ میں بیٹھنے والوں سے اور راستہ روکنے والوں سے مذکورہ اعمال میں کوتاہی ہو ہی جاتی ہے اس لیے جامع الفاظ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذکر کیا اور اس کو حقوق الطریق بھی کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیاری تعلیم کا تقاضا یہ ہے کہ نبی کا ہر عاشق صادق اور ہر فدائی راستہ روکنے، راستہ پر بیٹھنے یا کسی بھی قسم کے ایسے جلسے جلوس اور پروگرامس کرنے سے پرہیز کرے جس کی نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی اور نہ وہ شریعت میں جائز ہے؛ بلکہ مذکورہ روایت میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تنبیہ فرمارہے ہیں کہ راستے مت روکو بلکہ گذرنے والوں کو ان کے گذرنے کا حق دیدو اور سچا عاشق وہ ہوتا ہے جو اپنے محبوب کی باتوں پر عمل کرتا ہے اور اسے گلے لگاتا ہے، امت کے ہر فرد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت کو اپنانے کی ضرورت ہے بالخصوص امت کے نوجوانوں کو کہ وہ چبوترہ بازیاں اور نکڑوں کی لن ترانیاں اور بحث ومباحثہ کی خلابازیاں بند کریں؛ اس لیے کہ تاریخ نے کبھی اس قوم کا عروج واقبال نہیں دیکھا جس کے نوجوان اوباش وعیاش ہوں اور چوراہوں اور نکڑوں پر بیٹھے گپ بازیوں میں وقت ضائع کرتے ہوں اور خود کا نقصان کرتے ہوں اور دوسروں کو تکلیف پہونچاتے ہوں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری تعلیمات کا پیروکار بنادے۔ آمین

پیش گفتار

اشرف العلوم بہ یک نظر

از مدیر

ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد جو آج سے ۳۱ سال قبل سن ۱۴۰۵ھ میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے اسم گرامی سے تیمن وتبرک حاصل کرتے ہوئے اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحبؒ سابق ناظم مجلس علمیہ آندھراپردیش کی دعاؤں کے ساتھ شروع ہوا تھا؛ الحمدللہ اب تک مسلسل اپنا تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔

اس وقت ادارہ میں درجِ ذیل شعبہ جات کارکرد ہیں؛ ۱؎ شعبہ تجوید ودینیات، ۲؎ شعبۂ حفظ ۳؎ شعبہ عالمیت ۴؎ شعبہ تصحیح (تدریسی مشق برائے نورانی قاعدہ وناظرہ) ۵؎ شعبہ عصری علوم (دسویں جماعت تک انگلش میڈیم اسکول) ۶؎ شعبۂ عصری تعلیم اور عالمیت (عصری تعلیم میں ڈگری فائنل ائیر تک اور عالمیت میں موقوف علیہ تک) ۷؎ شعبہ دیہی خدمات (دیہی علاقوں میں مراکز کے قیام کے ذریعے اس کے اطراف واکناف میں دینی بیداری اور تعلیمی مہم) ۸؎ شعبۂ نشرواشاعت (ماہنامہ اشرف الجرائد اردو، اور ماہنامہ پیغامِ ہدایت تلگو کے علاوہ متعدد ضروری رسائل شائع کئے گئے، نیز مختلف ضروری کتابوں کا علاقائی زبان تلگو میں ترجمے اور اشاعت کا کام بھی جاری ہے) ۹؎ شعبہ افتاء اور شعبۂ انتظام وانصرام۔

الحمدللہ اب تک ادارے کی مساعی سے ۹۳۶ طلبہ نے حفظ قرآن مکمل کیا ہے، ۶۳۳ طلبہ نے آخری جماعت تک ادارے میں پڑھنے کے بعد مُلک کی مختلف جامعات سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی، ۸۹ طلبہ نے افتاء کی تکمیل کی، ۵۹۵ مدرسین نے شعبۂ تصحیح سے سند فراغت حاصل کی اور ۴۷ طلبہ شعبۂ عصری علوم مع عالمیت سے فارغ ہوئے۔

دیہی علاقوں میں جو خدمات انجام دی جارہی ہیں، ان میں قرآن کریم، اور دینیات کی تعلیم کے علاوہ

بچوں کو بقدرِ ضرورت عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے، گاؤوں میں ہفتہ واری نظام کے تحت اساتذہ کو بھیج کر دینی شعور بیدار کیا جاتا ہے، مکاتبِ کے قیام کی فکریں ہوتی ہیں، اب تک ۴۲ مکاتب چلائے جارہے ہیں، جہاں مسجد کی ضرورت ہو بقدرِ ضرورت مسجد کا انتظام کیا جاتا ہے، اب تک ۹ مسجدیں تعمیر کی جاچکی ہیں، رمضان المبارک میں اطراف واکناف میں نمازیں اور تراویح قائم کرنے کی فکریں ہوتی ہیں، اس سال ۳۲ گاؤں میں تراویح کا اہتمام کرایا گیا، افطار اور عید کے لئے ضروریات فراہم کی جاتی ہیں، اسی طرح بقرعید میں دیہی مسلمانوں تک گوشت پہونچانے کی فکریں ہوتی ہیں، اس سال تیس کیلومیٹر کے دائرے میں چار ہزار مکانات تک گوشت پہونچایا گیا۔ دیہاتوں میں انتقال کرجانے والوں کی لیے تجہیز وتکفین اور تدفین کا انتظام کیا جاتا ہے، طلبہ کے محتاج سرپرستوں کی حسبِ سہولت مالی امداد کی جاتی ہے، الحمدللہ ان خدمتوں کے اچھے اثرات وثمرات سامنے آرہے ہیں۔

اس سال ادارے کے مذکورہ بالا شعبہ جات میں مجموعی طور پر ۱۱۳۳ طلبہ باقاعدہ اور ہمہ وقتی تعلیم حاصل کررہے ہیں، جن میں سے ۱۰۰۶ طلبہ قیام وطعام کی سہولت کے ساتھ زیرِ تعلیم ہیں؛ دیہی مکاتب میں تقریباً ۹۰۰ طلبہ وطالبات زیرِ تعلیم ہیں؛ ان شعبہ جات کے لیے ۱۳۶ تعلیمی اور ۴۶ غیر تعلیمی عملہ مصروف کار ہے۔ اور ان کاموں کی تکمیل کے لیے فی الحال سالانہ ایک کروڑ اسی لاکھ روپئے مرکز میں اور چون لاکھ روپئے دیہی خدمات میں صرف ہورہے ہیں، جن کی پابجائی بفضلہٖ تعالیٰ ملت کے غیور مسلمانوں کے مساعدات سے ہو پارہی ہے، تمام تر حسابات کو شرعی احکام کے علاوہ سرکاری قوانین کے مطابق رکھنے کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

دوڈھائی سال میں ایک مرتبہ فارغین کی تہنیت کے طور پر جلسۂ عام کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ اور ان کے سرپرستوں کی تہنیت وحوصلہ افزائی کی جاسکے اور علاقے کے مسلمان مردوں اور عورتوں تک مدارس کی اہمیت اور اصلاحِ معاشرہ کی اہمیت کا پیغام پہونچایا جاسکے۔ اس سال بھی ۲۹ رنومبر بروز اتوار صبح ۹ تا ۲ بجے یہ اجلاس منعقد ہوا، حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مظاہری دامت برکاتہم استاذ حدیث وناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارنپور اور حضرت مولانا محمد سلمان صاحب بجنوری استاد فقہ وادب دارالعلوم دیوبند کے بصیرت افروز خطاب ہوئے، تقریباً چار ہزار مرد وخواتین نے استفادہ کیا۔

اسی مشغولی میں اداریئے کیلئے کچھ لکھنے کا موقع نہ ملا، اس لئے ادارہ کا مختصر تعارف قارئین کی خدمت میں پیش کرکے دعا کی درخواست کررہا ہوں کہ حق تعالیٰ ان خدمات کو شرفِ قبول عطا فرمائے، اور تمام ضرورتوں کا غیب سے تکفل فرمائے۔ آمین

گوشۂ خواتین

آپسی تعلقات کو نبھایئے

مفتی محمد احمد علی قاسمی*

خوشگوار اور پُرسکون زندگی ہر شخص کو مطلوب ومحبوب ہوتی ہے، یہی فطرتِ انسانی کا تقاضہ بھی ہے، اور یہ بھی طئے شدہ حقیقت ہے کہ ایسی سکون واطمینان والی زندگی اُسی وقت میسر ہوسکتی ہے جب کہ انسان دوسرے لوگوں کے ساتھ رہن سہن، میل جول ہر قسم کے معاشرتی تعلقات میں حُسنِ معاملہ اور حُسنِ کردار کا لحاظ اور خیال رکھتا ہو، اور باہمی رنجش وعداوت سے دل کو پاک وصاف رکھتا ہو، اگر دلوں میں یا کسی وجہ سے کینہ اور دشمنی ہو تو زندگی ایک گھٹن اور تکلیف میں گذرتی ہے اور پھر آخرت میں مواخذہ اور باز پُرس الگ؛ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں باہمی تعلقات ورشتوں کی استواری ودرستگی کو بڑی اہمیت دی گئی ہے؛ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان والوں کو یہ دعا بھی سکھائی ہے: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾

اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمایئے اور ہمارے اُن بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیلئے کوئی بغض نہ رکھئے۔ (سورۃ الحشر)

آیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی میں خوش گوار تعلقات کی بہترین مثالیں پڑھیں؛ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ؛ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بڑھیا حاضر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: جثامہ مزنیہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں آج سے تمہارا نام حسانہ مزنیہ، تم کیسی ہو؟ تمہارا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تم کیسے رہے؟ اس نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! ہم خیریت سے رہے، جب وہ باہر چلی گئی تو میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے اس بڑھیا پر بڑی توجہ فرمائی یہ خاتون کون تھیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! یہ خاتون ہمارے گھر اُس وقت آیا کرتی تھیں جب حضرت خدیجہؓ حیات تھیں، پُرانے تعلقات کی وجہ سے کسی کے ساتھ اچھا نباہ کرنا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (حیات الصحابہؓ: ۲/ ۴۶۲)

*استاذ شعبۂ عالمیت ادارہ ہذا

خواتین کی اس اخلاقی پہلو پر نظر کم ہی جاتی ہے کہ معمولی معمولی باتوں کو جو کبھی خلافِ طبیعت ومزاج پیش آجاتی ہیں تعلقات ورشتوں کے توڑنے کا ذریعہ بنالیتی ہیں، رائی کا پہاڑ بنا کر عداوت ودشمنی کی دیواریں کھڑی کرلیتی ہیں جو نہ صرف انتہائی ناپسندیدہ اور غیر شریفانہ عمل ہے؛ بلکہ مغفرتِ خداوندی سے محرومی کا ذریعہ ہے؛ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر ہفتے میں دو دن دوشنبہ اور پنجشنبہ کو لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، ہر مومن بندہ کی معافی کا فیصلہ کردیا جاتا ہے سوائے ان دو آدمیوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ (دل صاف نہ) رکھتے ہوں، پس ان کے بارے میں حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو (یعنی ان کی معافی نہ لکھو) جب تک یہ آپس کے کینہ اور باہمی دشمنی سے باز نہ آجائیں، اور دلوں کو صاف نہ کرلیں۔ (مسلم شریف)

مزاج اور طبیعتیں ہر شخص کی مختلف اور الگ ہوتی ہیں، اس بنیاد پر آپسی رہن سہن میں ایک دوسرے کو خلافِ مزاج وطبیعت امور کا پیش آجانا کوئی ناممکن اور غلط بات نہیں ہے، اس لیے اس سلسلہ میں اولاً تو ہر شخص اس احتیاط کے ساتھ زندگی گذارنا چاہیئے کہ ہم سے کسی کو تکلیف اور رنجش نہ پہونچے، اگر اس کے برخلاف صورتحال پیش آجائے تو آپسی معاملہ کی خرابی کو کسی اچھی اور عمدہ تدبیر سے ختم کرکے دلوں کو ایک دوسرے کے تعلق سے صاف کرلینا چاہیئے؛ یہی ایمانی اخوت وبھائی چارگی کا تقاضہ ہے۔

حضراتِ صحابیاتؓ اس قسم کے واقعات میں فوراً ہی معاملات کی صفائی کرلیتی تھیں اور ایک دوسرے کے تعلق سے دل صاف ہوجاتے تھے، مختصر سی مدت کی اس آپسی ناراضگی ودوری پر انھیں نہایت ہی افسوس اور ملال ہوتا تھا، حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک دفعہ کسی معاملہ میں اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ناراض ہو کر ان سے بات نہ کرنے کی قسم کھالی تھی؛ بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنی خالہ سے معافی تلافی کرلی، حضرت عائشہؓ نے معاف فرما کر قسم کا کفارہ ادا کردیا، لیکن آپؓ جب بھی یہ قسم یاد آجاتی تھی تو اس قدر روتی تھیں کہ ڈوپٹہ تر ہوجاتا۔ (بخاری شریف) اسی طرح منافقین نے جب حضرت عائشہؓ پر جھوٹی تہمت لگائی تو نادانستہ طور پر بعض بھولے بھالے مسلمان بھی شامل ہوگئے تھے؛ جس سے حضرت عائشہؓ کو سخت صدمہ اور تکلیف ہوئی تھی، ان مسلمانوں میں حضرت حسانؓ بھی تھے؛ لیکن حدیث میں ہے کہ بعد میں حضرت حسانؓ حضرت عائشہؓ کی مجلس میں شریک ہوتے تو خوشی سے اجازت دیتی تھیں، ایک دفعہ حضرت حسانؓ آئے اور اپنا قصیدہ سنانے لگے؛ اس کے ایک شعر کا مطلب یہ تھا کہ ''وہ بھولی بھالی عورتوں پر تہمت نہیں لگاتی'' حضرت عائشہؓ کو افک (تہمت) کا واقعہ یاد آگیا، اس پر صرف اس قدر فرمایا: لیکن تم ایسے نہی ہو، بعض عزیزوں نے افک (تہمت) کے واقعے میں ان کی شرکت کی وجہ سے حضرت عائشہؓ کے سامنے حضرت حسانؓ کو بُرا کہنا چاہا

تو آپؓ نے سختی سے روکا کہ ان کو بُرا نہ کہو، کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مشرک شاعروں کو جواب دیا کرتے تھے۔ (سیرتِ عائشہؓ) یہ ہے حضرت عائشہؓ کی وسعتِ ظرفی کہ خوش دلی کے ساتھ ایسے تکلیف دہ معاملہ کو معاف بھی کر دیا اور دل کو ان کے تعلق سے پاک وصاف بھی رکھا؛ اس لیے کہ یہی اسلام کی تعلیم تھی، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلقات کو توڑے رکھے؛ اور اگر اس درمیان میں مر گیا تو دوزخ میں جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

حال انسان انسان ہے، دل میں آپسی معاملات کی وجہ سے میل آجاتا ہے شیطان اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر کافی دوری اور نفرت پیدا کر دیتا ہے، ایسے مواقع پر ہم اسلام کی ان تعلیمات کو تھامے رکھیں جو تعلقات ورشتوں کی بحالی میں معاون ومددگار ثابت ہوتی ہیں؛ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ایمان والے نہ بن جاؤ اور اس وقت تک ایمان والے نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم ایک دوسرے سے محبت کرو گے، آپس میں بہت زیادہ سلام کیا کرو۔ (مسلم شریف) سلام ومصافحہ کو رواج دینا، ہر ملاقات پر سلام کرنا، یہ وہ مبارک عمل ہے کہ جس کے اہتمام سے دلوں میں الفت ومحبت پیدا ہوتی اور باہمی رنجش وعداوت کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اور آخرت میں خوب ثواب ونیکیاں حاصل ہوں گی، اس لیے عورتیں باہم عام حالات میں بھی اور خاص طور پر تعلقات کی ناہمواری کے موقعہ پر سلام کا اہتمام کریں انشاء اللہ اس سے ٹوٹتے رشتے اور بگڑتے تعلقات درست اور صحیح ہو جائیں گے۔

آپسی تعلقات کی خوشگواری کے لیے دوسرا نسخہ اسلام نے یہ دیا کہ مسلمان آپس میں ہدیہ اور تحفہ دیا کریں اِس سے بھی دل صاف اور تعلقات بحال رہتے ہیں، ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپس میں ہدیہ لیا دیا کرو؛ کیوں کہ وہ کینوں کو دور کیا کرتا ہے (مشکوٰۃ شریف) اس لیے جن عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت اور قدرت دے رکھی ہے وہ اپنی حیثیت ووسعت کے مطابق ایسے مواقع پر ہدیہ وتحفہ کا اہتمام کریں، اور اس میں معمولی چیز کو بھی حقیر اور کمتر نہ سمجھیں؛ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان عورتوں سے خطاب کر کے فرمایا: اے عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے کسی بھی چیز کے لینے دینے کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ بکری کا کُھر ہی کیوں نہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

بہر حال ہر مسلمان بھائی بہن کے تعلق سے دل کا صاف رکھنا اسلام کا اہم ترین حکم ہے، اور اُس کی خلاف ورزی آخرت میں گرفت اور پکڑ کا ذریعہ بھی ہے اور دنیا کی زندگی میں عیش وراحت سے محرومی کا بھی۔

گوشۂ سیرت

پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا محمد نفیس خاں ندوی*

تاریخ انسانی میں مختلف قسم کے انقلابات رونما ہوئے، سیاسی انقلاب، عوامی انقلاب، سماجی ومعاشرتی انقلاب، سائنسی اور صنعتی انقلاب وغیرہ کے نعرے تو آج کے دور کا فیشن بن چکے ہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان سارے انقلابات میں کوئی بھی انقلاب پائدار اور دیر پا ثابت نہیں ہوا، وقتی فائدے کے ساتھ ہی سب اپنی حقیقت کھو بیٹھے، اور تاریخ کے سینوں میں دفن ہو کر رہ گئے، بلکہ بسا اوقات یہ بھی ہوا کہ ان انقلابات کے خلاف مزید انقلابات کی ضرورت پیش آئی، اور ایک انقلاب کی جگہ دوسرا انقلاب پوری شدت کے ساتھ نافذ ہوا۔

انقلاب دراصل نام ہے ایک ایسی تبدیلی کا جو مبنی بر فساد نظام کے خلاف ہو، اور اس کی جگہ پر ایک ایسے نظام کو رائج کیا جائے جو زیادہ صالح، دوررس اور دیر پا ہو، اس لحاظ سے تاریخ انسانی میں آخری پیغمبر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برپا کیا ہوا انقلاب ہی حقیقی معنوں میں سب سے کامیاب اور پائیدار انقلاب ثابت ہوا ہے۔ تاریخ میں سبھی انقلابات مخصوص مقاصد اور متعین اغراض کے تحت برپا ہوئے اور ان کی مکانیت وزمانیت بھی محدود تھی جبکہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برپا کیا ہوا انقلاب زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق تھا اور مکانیت وزمانیت کے حدود سے ماوراء ایک عالمگیر اور دائمی اثرات کا حامل انقلاب تھا۔

آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ جو انقلاب برپا ہوا اس کے گہرے اثرات پوری انسانیت پر رونما ہوئے، اور پوری خلق خدا یکساں طور پر اس سے مستفید ہوئی، آج پوری دنیا کے سامنے ایک کامیاب انقلاب کی کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے تو وہ صرف یہی انقلابِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

انقلاب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامیابی اور اس کی پائیداری کے کچھ بنیادی اسباب اور وجوہات ہیں، جسے ہم ان چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

(۱) مثالی قیادت (۲) غیر متزلزل عقیدہ ونظریہ (۳) حکیمانہ دعوت وتبلیغ (۴) استقامت وثابت قدمی۔

*مدیر مسئول ماہنامہ پیام عرفات

مثالی قیادت:

کسی بھی انقلاب کی کامیابی کا دارومدار اس کے قائد کی فطری صلاحیتوں اور اس کے بلند و مثالی اخلاق پر ہوتا ہے، اس لحاظ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے کامیاب انسان تھے، آپ کے بے مثال اخلاق کی گواہی تو خود آپ کے دشمنوں نے دی، انھوں نے ہی آپ کو صادق اور امین جیسے خطاب سے پکارا ہے، آپ کی ذات ہر اعتبار سے غیر متنازع بلکہ سب کے لیے یکساں قابل اعتماد تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو عداوت آپ کی ذات سے نہیں آپ کے پیغام سے تھی۔

غیر متزلزل عقیدہ ونظریہ:

کسی بھی انقلاب کو مہمیز دینے والا اور اس کے حامیوں میں قوت عمل پیدا کرنے والا وہ اساسی عقیدہ اور نظریہ ہوتا ہے جس پر انقلاب کی عمارت قائم ہوتی ہے، یہ عقیدہ اور نظریہ جتنا کھرا اور مبنی بر صداقت ہوگا انقلاب کی تحریک بھی اتنی ہی تیز ہوگی، حالات خواہ کیسے بھی ہوں، مخالفت کتنی بھی شدید ہو، مصائب ومشکلات کے کیسے ہی پہاڑ حائل ہوں لیکن عقیدے اور نظریے پر کوئی سمجھوتا نہ کرنا ہی انقلاب کی کامیابی کی دلیل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے عقیدے اور نظریے پر غیر متزلزل ایمان ویقین تھا، یہی وجہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکایت ابوطالب سے کی تو آپ نے پورے وثوق سے فرمایا: ''چچا جان! خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لاکر رکھ دیں تب بھی میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا، اللہ تعالیٰ یا تو اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ تاریخی جملہ ایک کامیاب انقلاب کا منشور اور اسلامی تحریک کے انقلابی کارکنوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

حکیمانہ دعوت وتبلیغ:

انقلاب کی بنیاد جن اصول ونظریات پر قائم ہوتی ہے ان کی تبلیغ واشاعت کے لیے جہد مسلسل اور حکیمانہ اسلوب کی ضرورت ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی سعی پیہم، انتھک محنت اور جہد مسلسل سے عبارت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری حکمت اور دانائی کے ساتھ تبلیغ کا کام شروع کیا، کسی طرح کی جلدی بازی نہیں اختیار کی، پہلے خفیہ طور پر، پھر علانیہ طور پر اور کبھی ضرورت پڑنے پر جنگی طور پر اور کبھی صلح کے ذریعہ محاذ کو سنبھالا، آغاز اپنے اہل خانہ سے کیا، پھر اپنے خاندان کے لوگوں کو سمجھایا، اس کے بعد اہل مکہ میں ندا لگائی اور پھر پورے جزیرۃ العرب اور اس کے بعد عجم کے ممالک کو مخاطب کیا، اس پورے دور میں آپ پوری ثابت قدمی کے ساتھ

اپنے مشن پر قائم رہے اور انقلاب کی بنیادوں کو مضبوط کرتے رہے، دعوت وتبلیغ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکیمانہ اسلوب کا نتیجہ یہ ہوا کہ مختصر سے عرصہ میں پورا عرب وعجم ایک نئے انقلاب سے روشناس ہوا۔

استقامت وثابت قدمی:

ہر انقلابی تحریک کی مخالفت اور مزاحمت ناگزیر ہے، یہ ممکن نہیں کہ رائج الوقت نظام سے وابستہ افراد کے مفادات پر ضرب پڑے اور وہ اسے خاموشی سے قبول کرلیں، بلکہ انقلابی تحریک اور اس کی جدوجہد کا معیار و پیمانہ اس کے خلاف مزاحمت اور شدت ہی ہے، مخالفت ومزاحمت جس قدر شدید ہوگی انقلاب کی صداقت اور اس کی حقانیت اسی قدر معتبر ہوگی۔

انسانی تاریخ اور انسانی تہذیب کے سب سے بڑے رہنما وقائد احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ عزیمت واستقامت، صبر واستقلال اور ایثار وقربانی سے عبارت ہے، ذہنی اذیتوں سے لے کر جسمانی تشدد تک کون سا حربہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین نے نہ اختیار کیا ہو لیکن ہر محاذ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت قدم رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں کو ابولہب کا اپنے بیٹوں سے طلاق دلوانا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت قاسمؓ اور حضرت عبداللہؓ کی وفات پر تعزیت کے بجائے ابولہب کا اظہار مسرت کرنا، شعب ابی طالب کی محصوری، سفر طائف میں تشدد، چلتے پھرتے طعن وتشنیع، محبوب اصحاب پر ظلم وستم، عبادت وتلاوت پر پابندی، قتل کی سازش، گھر بار چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت، جنگ احد میں زخموں پر زخم، اہل خاندان اور عزیز احباب کی شہادت، تعذیب وتشدد کے یہ ایسے جلی عنوانات ہیں جن کی تاب لائے بغیر کوئی انقلاب اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔

پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ رہتی دنیا تک کے سارے انقلابات کے لئے ایک اسوہ ہے، کسی بھی دینی یا سیاسی انقلاب کی کامیابی کا مدار انھیں اصول پر ہے جنھیں عملی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار کیا، ان اصولوں کے علاوہ سارے اصول صرف وقت کا ضیاع ہیں۔

گوشۂ سیرت

غیر مسلم شعراء اور مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ایک تجزیاتی مطالعہ)

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی*

نعت گوئی اہلِ ایمان اور وابستگان مذہب اسلام کا ایک فکری اور فنی عقیدت نامہ اور اصناف سخن کا سب سے اعلیٰ اور پاکیزہ حصہ ہے مگر یہ جس قدر سعادت وخوش بختی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ عقیدت ومحبت کی دلیل ہے وہیں سب سے مشکل، دشوار گزار اور بال سے زیادہ باریک ہے، نعت کا موضوع جتنا اہم، دل آویز اور شوق انگیز ہے اتنا ہی اس موضوع پر قلم اٹھانا پل صراط پر چلنے کے مترادف ہے، خود شعر وادب کی تخلیق کوئی کسبی چیز نہیں کہ جس کے مخصوص اوزان وبحور کو رٹ کر کچھ طبع آزمائی کر لی جائے؛ بلکہ یہ ایک وہبی شئی ہے، ایک خدائی ملکہ ہے، اک انعام الٰہی ہے جو خالق کائنات کی جانب سے بعض مخصوص بندوں ہی کو عطا کیا جاتا ہے، چہ جائیکہ جب وہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ عقیدت میں گلہائے رنگا رنگ کا نذرانہ اور وفورِ شوق وخلوصِ محبت میں ڈوبے ہوئے جذبات کا اظہار ہو یقیناً مدحِ نبی اایک وارداتِ قلبی ہے جس کا من جانب اللہ القاء ہوتا ہے، ماضی قریب کے عظیم المرتبت بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھیؒ نے اسی مناسبت سے فرمایا تھا کہ ؎

کچھ اشارے ہیں ان کی جانب سے اس لئے یہ غزل سرائی ہے

یہی وجہ ہے اکثر صوفیاء ومشائخ کے یہاں اردو کی ولادت سے قبل فارسی میں شعر وسخن اور حمد ونعت کا ایک طویل سلسلہ ملتا ہے، جن کے کلام اور نام دونوں کو نقشِ دوام حاصل ہوا، مولانا روم، مولانا حالی، حافظ شیرازی، شیخ سعدی، خاقانی رحمہم اللہ وغیرہ جیسے بہت سارے معتبر نام ایسے ہیں جنہوں نے شعریت بالخصوص حمد ونعت کو اعتبار واستناد بخشا اس طرح لوگ ان کے کلام کے دلدادہ اور ان کے سوزِ دروں سے متاثر ہوئے

مفکر اسلام مولانا علی میاں ندویؒ لکھتے ہیں: اردو شاعری، فارسی شاعری کی پروردہ نعمت ہے، اس کا تغزل اس کی تشبیب، بہار کا مضمون، ساقی نامہ، مدحیہ قصائد کا گریز اور اس کی بہت سی مضمون آفرینیاں اور نازک خیالیاں فارسی شاعری کا چربہ اور کہیں کہیں اساتذہ ایران کے اشعار کا ترجمہ ہے (عرفان محبت ص: ۴)

*استاذ شعبۂ عالمیت ادارہ ہذا

یہی وجہ ہے کہ تیرھویں صدی ہجری کے وسط تک کوئی اردو شاعر نعت گوئی کو اپنا شعار نہیں بنا سکا، ہاں تیرھویں صدی ہجری میں نعت نے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کر لی پھر یکے بعد دیگرے مختلف شعراء نے اس فن میں ایک نیا احساس اور اجتماعی شعور پیدا کیا جن میں مولانا حالی مولانا ظفر علی خان اور علامہ اقبال وغیرھم کے علاوہ علماء دیوبند کے نام شامل ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ کے اخلاق کریمانہ، آپ کی انسانیت نوازی، اپنے تو اپنے اغیار کے ساتھ بھی آپ کا حسن سلوک، ہمدردی اور رواداری، یہ وہ جلی عناوین ہیں جن کی بنا پر اردو نعت کے سرمائے میں توسیع کا اعزاز ان شعراء کو بھی حاصل ہوا جنہیں معروف ایمانی مفہوم کے مطابق وابستگان رسول میں کبھی شمار نہیں کیا گیا، لیکن ان شعراء نے رسول اکرم حضرت محمد ﷺ سے اپنی والہانہ وابستگی اور پر خلوص عقیدت کو ایسے اشعار میں پرویا ہے کہ جنہیں کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

غیر مسلم نعت گو شعراء کے تعارف، تذکرے اور جائزے پر مشتمل کئی مضامین اور کتابیں اس وقت شائع ہو کر قبولیت عام و خاص حاصل کر چکی ہیں خصوصاً جناب نور احمد میرٹھی کی کتاب ''بہر زماں بہر زباں'' بڑی اہمیت کی حامل ہے جس میں تین سو سے زائد غیر مسلم شعراء کی نعتیہ شاعری کا تعارف و تذکرہ پیش کیا گیا ہے جن میں سے چند شعراء کے صرف نام لکھے جائیں تو ایک طویل مضمون تیار ہو جائے گا، ان غیر مسلم نعت گو شعراء کے نعتیہ کلام پر مختلف محققین، ناقدینِ فن اور دانشوران ادب نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، انہیں اگر یہاں پیش کر دیا جائے تو جہاں ایک طرف غیر مسلم شعراء کی نعتیہ شاعری میں سرکار دو عالم ﷺ کی توصیف و ثناء کے مختلف پہلو اجاگر ہو کر سامنے آئیں گے وہیں خود ان کی قدر و قیمت اور اہمیت بھی ہمارے سامنے آشکارا ہو جائے گی۔ بہ طور ''مشتے نمونہ از خروارے'' چند جھلکیاں پیش خدمت ہے:

جگدیش مہتہ دردؔ

شاہ عرب غم سے عجب حال ہوا ہے
ہے مرنے میں کچھ لطف نہ جینے میں مزا ہے
اور درد عجب ہے !!
خادم ہوں میں جب آپ کا تاخیر یہ کیسی
للہ بتا دو مجھے کیا میری خطا ہے؟؟؟
کیا اس کا سبب ہے ؟؟

جگن ناتھ آزادؔ

سلام اس ذات اقدس پر سلام اس فخر دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے انساں پر

مہاراجہ کشن پرشاد شادؔ

سلام اس پر جلائی شمع عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بے تاب سجدوں کو جبینوں میں

اسی طرح یہ شعر!

کافر نہ کہو شاد کو ہے عارف و صوفی
شیدائے محمدؐ ہے یہ شیدائے مدینہ

پنڈت ہری چند اخترؔ

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کردیا
کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کردیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کردیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کردیا

اردو نعت کے تمام محققین نے اپنی تصانیف میں غیر مسلم شعراء کے نعتیہ کلام کے محاسن اور رسول اکرم ﷺ سے ان کی شیفتگی کا ذکر کیا ہے، ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے تحقیقی مقالہ ''اردو میں نعت گوئی'' میں تحریر کیا ہے ''غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی کا آغاز جنوبی ہند سے ہو چکا تھا اور مسلمان شاعروں کی طرح ہندو شاعروں نے عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے حضور اکرم ﷺ کی سیرت و نعت کو بھی اپنی تخلیقات کا موضوع بنایا ہے۔ پچھمن نرائن شفیقؔ کا معراج نامہ اور راجہ مکھن لال مکھنؔ کا نعتیہ کلام اس اظہار عقیدت کے نمونے ہیں۔''
غیر مسلموں کی نعت سے دلچسپی کی وجوہات بھی ڈاکٹر ریاض مجید نے یوں بیان کی ہے ''ہندو شاعروں کی نعت گوئی کا حقیقی دور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد کا ہے، عصر جدید میں ہمیں متعدد ایسے غیر مسلم شاعر ملتے ہیں جنہوں نے مقدار اور معیار ہر اعتبار سے اس روایت کو آگے بڑھایا ہے، اس کے بہت سے سیاسی اور معاشرتی عوامل ہیں۔ ایک بڑی وجہ وہ رواداری کی فضا ہے جو جنگ آزادی کے بعد ہندو مسلم قوموں میں پہلے کی نسبت کچھ نمایاں ہوگئی تھی۔ انگریز کے خلاف جنگ آزادی میں مقصد و منزل کی ہم آہنگی بھی دونوں میں قدر مشترک رکھتی ہے، مخلوط معاشرے میں اگرچہ ہندو مسلم تعلقات میں ایک کشیدگی ہمیشہ رہی اور دونوں قوموں کے تہذیب و تمدن میں واضح اختلاف رہا، اس کے باوجود اہل فکر و قلم کے حلقوں میں ایک رواداری کی فضا ملتی ہے۔''
اب چند دوسرے ادیبوں کی آراء بھی ملاحظہ فرمائیے، پونا کے انیس چشتی اپنے مقالے ''اردو کے ہندو

نعت گوشعراء'' میں ہندوؤں کی نعت گوئی کا پس منظر بتاتے ہوئے لکھتے ہیں'' ہندوستان کی سرزمین کو یہ فخر حاصل ہے کہ اسلامی روایات کا پاس رکھنے والے افراد نے یہاں صرف مذہب اسلام کی آبیاری نہیں کی بلکہ یہاں کے دیگر مذاہب کے ماننے والوں میں اسلام کے روح رواں رسول اکرم ﷺ کے بارے میں ایسا تاثر دیا کہ اس ملک میں بسنے والے دیگر طبقات سے متعلق افراد نے بھی ایک سچے محسن انسانیت کی طرز زندگی اور اخلاق و عادات کو اپنی زندگی کا خاصّہ بنایا اور جب شعر گوئی کی طرف رغبت اختیار کی تو مدح رسول ﷺ کے ایسے جوہر دکھائے کہ بے ساختہ ان کی وابستگی اور نسبت پر داد دینے کو جی چاہتا ہے۔'' اکثر محققین اور مصنفین نے بعض غیر مسلم شعراء کے نعتیہ کلام پر تبصرے کئے ہیں اور ان کی نعت نگاری کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی' مشہور شاعر بال مکند عرش ملسیانی کی نعتیہ شاعری کے ضمن میں ہندو مسلم مخلوط معاشرے میں اس انداز کی شاعری سے نمایاں ہونے والی باہمی محبت و یگانگت کی فضا کے بارے میں فرماتے ہیں'' قومی اور اجتماعی حیثیت سے وہ اس وقت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں، ایک پل، اور ایک ربط کا کام دے رہے ہیں، ملک کی دو بڑی قوتوں، دو بڑی تہذیبوں، دو بڑے مذہبوں کے درمیان' وہی خدمت جو ماضی قریب میں اس ملک کی دو محترم ہستیاں انجام دے چکی ہیں، ایک مسز سروجنی نائیڈو اور دوسرے سر کشن پرشاد شادؔ حیدر آبادی۔''

اردو ادب کی بیشتر اہم شخصیات نے نعتیہ شاعری کے محاسن کو تو نمایاں کیا ہی ہے مگر بعض اہم دانشوروں نے غیر مسلموں کی نعتیہ شاعری کو تنقیدی رخ سے بھی دیکھا ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر فرمان فتح پوری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں'' نعت گوئی سے دلچسپی کا اظہار صرف مسلمانوں نے ہی نہیں غیر مسلم شعراء نے بھی کیا ہے، مطالعہ سے پتہ چلتا ہے مسلمان شعراء کی طرح غیر مسلم شعراء کی نعتوں کا بیشتر حصّہ یکسر رسمی ہے۔'' اسی طرح ایک دوسری جگہ راجہ رشید محمود لکھتے ہیں'' کئی غیر مسلموں کی نعتوں میں بھی ایسے مضامین پائے جاتے ہیں جن میں حمد و نعت کے فرق کو اور ان کے آپس میں تعلق کی نزاکت کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا۔'' ان آراء سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ بعض غیر مسلموں نے بھی بعض مسلمانوں کی پیروی کی ہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی اپنی کتاب'' اردو شاعری میں نعت گوئی'' میں غیر مسلم شعراء کی نعت نگاری کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں'' سچّی بات تو یہ ہے کہ ان شعراء نے نبی رحمت ﷺ سے اپنی والہانہ وابستگی اور پر خلوص عقیدت کو ایسے اشعار میں پرو دیا ہے کہ ان نعتوں پر امّتِ محمدی ﷺ سے وابستہ افراد بھی انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔''

مختصر یہ کہ اردو ادب کے بیشتر محققین اور ناقدین نے غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی پر تبصرہ کرتے ہوئے انہیں بہترین خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

اصلاحِ معاشرہ

کہیں ماہِ ربیع الاوّل بھی۔۔۔

از: مفتی محمد نوید سیف حسامی*

کرسمس: عیسائیوں کا ایک مقدس تہوار ہے جسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے دن کے طور پر مناتے ہیں، یہ عیسائیوں کا ''ایسٹر تہوار'' کے بعد سب سے بڑا تہوار ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت کی طرح عیسائیوں کے ہاں بھی تاریخِ میلادِ مسیح میں بڑا سخت وشدید قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے، اسی لئے مغربی علاقوں میں یہ تہوار ۲۵ ردسمبر کو، مشرقی چرچوں میں ۷ رجنوری کو، آرمینیائی علاقوں میں ۶ رجنوری کو اور بعض علاقوں میں ۱۹ رجنوری کو منایا جاتا ہے۔ (وکی پیڈیا بعنوان: کرسمس) تاریخی حوالوں کے مطابق سب سے پہلے کرسمس ڈے یا کرسمس تقاریب حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھالئے جانے کے ۳۰۰ سال بعد ۳۳۶ء میں روم کے پہلے عیسائی بادشاہ قسطنطین اول (۲۷۲ء تا ۳۳۷ء) کے حکم سے منائی گئیں۔ (حوالہ سابق)

حضرت عیسیٰؑ کے عہد سے قریب ہونے اور ایک جلیل القدر پیغمبر کے یومِ پیدائش کے تناظر میں یہ دن بڑی سادگی سے منایا جاتا تھا، چرچ کی حاضری پادریوں کے بیانات بائبل کی تلاوت وغیرہ، پھر بتدریج اس میں تبدیلی آتی رہی، اولاً موسیقی کی دھنیں بجنے لگیں نوخیز حسین دوشیزائیں اپنی سریلی آوازوں میں گنگنانے لگیں، جب موسیقی آئی تو رقص کو آنا ہی تھا، رفتہ رفتہ شراب کے دور چلنے لگے، بدتہذیبی وبداخلاقی پروان چڑھنے لگی، نفس جب مذہب کی قید وبند سے آزاد ہوتا ہے تو یہی سب کارنامے وقوع پذیر ہوتے ہیں، چوتھی صدی عیسوی میں شروع کیا گیا یہ یومِ پیدائشِ مسیح آج کیا گُل کھلا رہا ہے وہ بھی دیکھتے چلیں۔

انگلینڈ کے ۱۶۰ رسالہ قدیم اخبار ''دی ڈیلی ٹیلی گراف'' نے ۲۱ ردسمبر ۲۰۰۴ء کے آن لائن شمارے میں یہ سُرخی باندھی ''کرسمس کے موقعہ پر شراب نوشی اور جرائم نے امن اور نیک خواہشات کی جگہ لے لی ہے'' خبر کے متن میں لکھا ہے کہ دسمبر کے مہینے میں شراب کی فروخت یکلخت ۱۴ رفیصد بڑھ جاتی ہے نیز قتل وغارت گری اور نقب زنی کی وارداتوں میں بھی عام دنوں کی نسبت اضافہ ہوجاتا ہے، رپورٹ کے الفاظ ہیں:

December is the One Of More Popular Months Of Murders

* جامعہ صدیقیہ فیض العلم کریم نگر

Burglaries Across Europe یعنی دسمبر کا مہینہ یورپی علاقوں میں قتل کرنے اور نقب لگانے کے معاملے میں زیادہ مشہور و معروف مہینہ ہے۔ (دی ڈیلی ٹیلی گراف: ۲۱ر دسمبر ۲۰۰۴ء)

انگلینڈ ہی کی ایک نشے کے عادی افراد کی بحالی کا کام کرنے والی تنظیم ''ایڈاکشن'' نے اپنی ویب سائٹ پر رپورٹ میں لکھا ہے کہ صرف دسمبر ۲۰۰۹ء میں 7638 افراد کو بحالت نشہ گاڑی چلانے کے جرم میں گرفتار کیا گیا نیز اس ماہ سڑک حادثات میں عام مہینوں کی نسبت ۱۸ر فیصد لوگ زیادہ مرتے ہیں، جنسی جرائم کا تو پوچھنا ہی کیا ان کے تو اعداد و شمار کا ذکر ہی شرمناک ہے، یہی وجہ ہے کہ اہل مغرب کے ہاں ماہ دسمبر۔۔۔ اپنے نبی کی پیدائش کا مہینہ ہونے کے باوجود۔۔۔ خوف و دہشت کی علامت بنا ہوا ہے۔

یہ سب کچھ ہوتا ہے ''میلادِ مسیح'' کی خوشیوں میں، بلاشبہ نبی کی آمد پر خوش ہونا کوئی غلط بات نہیں، یہ تو انسان کی فطرت ہے کہ وہ مسرتوں پر مسرور اور غموم و ھموم پر محزون ہوتا ہے لیکن کیا یہ طریقہ یہ روایات یہ ہنگامے درست ہیں جن سے روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کا ناطقہ بند ہو جائے؟؟؟ نہیں ہرگز نہیں۔

۱۲ر ربیع الاول کو منائی جانے والی ''عیدِ میلاد'' کا قضیہ بھی کچھ ایسا ہی نظر آتا ہے، خیر القرون اور مابعد خیر القرون صدیوں تک مروجہ محافل میلاد اور میلاد جلوسوں کا ذکر نہیں ملتا، واضح رہے کہ حضور پرنور سرور دو عالم فخر موجودات و ممکنات ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر بلاتعین زمان و مکان الگ امر ہے اور مروجہ طریقۂ میلاد کا الگ معاملہ ہے، اول الذکر مندوب و مستحب تو آخر الذکر بدعت و گمراہی ہے۔ آقا ﷺ کے اس دنیا سے رب حقیقی کی طرف رخ کرنے کے بعد ۱۱۰ھ تک صحابہ کرام کا دور اور تقریباً ۲۲۰ھ تک تابعین و تبع تابعین کا زمانہ رہا اور یہ وہ حضرات تھے جو ہماری طرح صرف زبانی عاشق نہ تھے بلکہ عشق نبی ﷺ ان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا تھا لیکن اتنے طویل وقت میں اتنے عشاق رسول ﷺ میں سے کوئی ایک عاشق صادق بھی مروجہ میلاد منانا نظر نہیں آتا۔ (حقائق حول المولد النبی ﷺ: ص ۴)

سب سے پہلے ۶۰۴ھ یعنی زمانۂ نبوت ﷺ کے چھ سو سال بعد موصل شہر کے حاکم ابوسعید مظفر الدین کوکری نے ذکر میلاد کو باقاعدہ ایک رسم کی شکل دی (ابن خلکان بحوالہ فتاوی حقانیہ ۲/ ۹۴، الانصاف فیما قیل فی المولد: ص ۵۰) اور جس دنیا پرست عالم نے اُس حاکم کو اِس رسم پر اکسایا اس کا نام عمر بن داحیہ ابوالخطاب تھا جس کے بارے میں شیخ الاسلام حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ (۷۷۳ھ تا ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں ''وہ ائمہ دین اور سلف کی شان میں بہت بڑا گستاخ تھا، گندی زبان کا مالک اور بڑا ہی احمق اور متکبر تھا نیز دین کے کاموں میں بہت لاپرواہ اور سست تھا''۔ (لسان المیزان ۴/ ۲۹۶)

۶۰۰ھ میں آقا صلی ﷺ کی ولادت باسعادت کے تذکرے کے نام پر شروع کی گئی اس بدعت نے

اس دور میں کچھ زیادہ ہی زور پکڑ لیا ہے اور ہر گذرتے برس اس میں شدت ہی آتی جارہی ہے، جو لوگ میلاد مناتے ہیں وہ اس معاملہ میں اپنوں اور غیروں کسی کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں، ان کے علماء کی آواز بھی اب نقار خانے میں طوطی کی صدا ثابت ہو رہی ہے، چند سال قبل تک ان جلوسوں میں بغیر میوزک کے صرف نعتیں یا نعتیہ قوالی ہوا کرتی تھی اب ڈی جے سسٹم باقاعدہ جلوس کے آگے رکھا جارہا ہے حالانکہ میوزک کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، پہلے ان جلوسوں میں لوگ چلا کرتے تھے اب ناچنے بھی لگے ہیں، پڑوسی ملک کا ایک ویڈیو گذشتہ سے پیوستہ سال سوشل میڈیا پر کافی مشہور ہوا تھا جس میں ایک نوجوان لڑکی اور لڑکا ایک فحش ہندوستانی نغمے پر ناچ رہے ہیں اور اسٹیج پر ''عید میلاد النبی ﷺ مبارک ہو'' کا بینر آویزاں ہے، ایک سینما ہال یعنی تھیٹر کی دیوار پر لگے ایک اشتہار کی تصویر کے بھی کافی چرچے ہوئے تھے جس پر لکھا ہوا تھا ''عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں چار شو ایکسٹرا''۔ نعوذ باللہ من ذلک

یہ جلوس سیکوریٹی اداروں کے لئے بھی دردِ سر بن چکے ہیں کیونکہ صرف خود کو مسلمان سمجھنے والوں اور نفسانی خواہشات میں ڈوبے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کا سڑکوں پر مارچ کسی بھی جانی و مالی نقصان کا پیش خیمہ بن سکتا ہے، اسی طرح کا معاملہ اگر چلتا رہا تو ڈر ہے کہ کہیں ۱۲ ربیع الاول کا حشر بھی ۲۵ دسمبر جیسا ہو جائے بلکہ پڑوسی ملک کے ایک معروف صحافی نے اپنے ملک کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ایک تازہ کالم میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ''ہم مسلمانوں نے اسلامی ملکوں میں ربیع الاول کے مہینے کو اس قدر خوف کی علامت بنا دیا ہے کہ پورا ملک اس مہینے کو پر امن رکھنے میں جُٹ جاتا ہے اور اگر اس مہینے میں مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچ جائیں تو سرکاری اہلکار ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کرتے ہیں''۔ (کالم زیرو پوائنٹ: ۲۷/اکتوبر ۱۵ء)

یہ تو صرف بطور نمونہ ذکر کی گئی وہ خرابیاں ہیں جو دین و ایمان، ملک و ملت کے لئے زہر قاتل ہیں ورنہ تو بے حیائی و بداخلاقی کا جو طوفان ان دنوں اٹھتا ہے کہ بس الامان والحفیظ۔۔۔۔۔ ہمارے بریلوی برادری کو سنجیدگی سے کچھ فیصلہ کرنے اور اس منہ زور طوفان پر بند باندھنے کی فکر کرنی چاہئے، تاخیر تو بہر طور ہو چکی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اصلاح کی ہر کوشش بے فائدہ اور ہر سعی لاحاصل ہو کر رہ جائے۔

اس موقعہ پر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب ـــــ جنہیں بریلوی حضرات اپنا مقتدا مانتے اور تسلیم کرتے ہیں ـــــ کے الفاظ یہاں زیادہ مناسب و برمحل ہیں، لکھتے ہیں ''لیکن فی زمانہ بعض مقامات پر جاہل اور مقام و تعظیم رسالت سے بے خبر لوگ جشن میلاد کو ہر قسم کے منکرات بدعات اور محرمات سے ملوث کر کے بہت بڑی نادانی اور بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہیں، جلوس میلاد میں ڈھول ڈھمکے،۔۔۔۔

(بقیہ ص:۶ پر)

اقوالِ زریں

کچھ کام کی اور تجربے کی باتیں

عربی محاوروں کی روشنی میں

از: مدیر

۱) سب سے قیمتی وقت وہ ہے جو طاعتِ خداوندی میں گذر جائے۔
۲) ہر جانی ہوئی بات ضروری نہیں کہ کہی بھی جائے۔
۳) لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا ان کے قلوب کو فتح کر لینا ہے۔
۴) اگر آپ صاحبِ فہم ہیں تو صاحبِ ہمت وعزم بن جائیے۔
۵) اسلام سراپا رحمت وبرکت کا دین ہے۔
۶) بعض دفعہ بات مار سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔
۷) حق کو تسلیم کر لینا اپنی بات پر اڑے رہنے سے بہتر ہے۔
۸) تم اپنا کام کئے جاؤ، اگر چہ ہوگا وہی جو مقدر ہے۔
۹) نیکی اور بھلائی کا سبب بننے والا بھی کرنے والے ہی کی طرح ہے۔
۱۰) اپنے رازوں کی حفاظت کے لئے اپنا سینہ ہی بہت کافی ہے۔
۱۱) اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے بے حیثیت نہ بناؤ۔[1]
۱۲) بردباری تمام اخلاقِ حسنہ کی جڑ ہے۔
۱۳) بہترین آدمی وہ ہے جو انسانیت کے حق میں بہتر ہو۔
۱۴) اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد سے کبھی غافل نہ ہونا چاہیئے۔
۱۵) شریف آدمی پر احسان کرنا اُسے اپنا غلام بنا لینا ہے۔
۱۶) کمینے آدمی پر احسان کرنا اس کی سرکشی کو بڑھا دینا ہے۔
۱۷) موجود چیز سے استفادہ کر لینا متوقع کے انتظار سے بہتر ہے۔

---

[1] یعنی ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ کسی کام کے کرتے وقت مخلوق کے دیکھنے کا تو دھیان رہے مگر اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کی کوئی پرواہ نہ ہو۔

۱۸) سب سے سمجھدار آدمی وہ ہے جو سب سے زیادہ درگذر کرنے والا ہے۔

۱۹) عقل وفہم کی تباہی خواہشات کی اتباع سے ہے۔

۲۰) صاحبِ رائے کو صاحبِ مشورہ ہونا چاہیئے کیوں کہ مشورہ فسادِ رائے کو دور کرتا ہے۔

۲۱) وعدہ بادل ہے اور وفا اس کا برسنا ہے۔[1]

۲۲) اگر آپ کسی کے ساتھ بات میں مغلوب ہو گئے تو گویا ذات میں بھی مغلوب ہو گئے۔

۲۳) دو تلواریں ایک میان میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

۲۴) بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے ماتحتوں کے ساتھ بہتر ہو۔

۲۵) مومن کا دل ہی اس کا راہنما ہے۔

۲۶) خوش خلقی میں وسعتِ رزق کے خزانے پوشیدہ ہوتے ہیں۔

۲۷) زود فراموشی علم کے حق میں گھن کی طرح ہے۔

۲۸) عمر ایک ایسی منفرد شئ ہے جو بڑھتی ہے تو گھٹتی ہے۔

۲۹) کسی بھی کام میں استقامت کامیابی کی ضمانت ہے۔

۳۰) جلد بازی میں ہر کام کی تباہی ہے۔

۳۱) بہترین نیکی پریشان حال کی حاجت براری کرنا ہے۔

۳۲) سچی توبہ برے انجام سے بچا لیتی ہے۔

۳۳) بقدرِ ضرورت سے راضی ہو جانا عزت کی ضمانت ہے۔

۳۴) جیب کا تھوڑا مال غیب کے بہت مال سے بہتر ہے۔

۳۵) جو جتنا سخی و کریم ہوگا اس کے بھائی بھی اتنے ہوں گے۔

۳۶) جمال و وقار لباس سے نہیں آتا علم و ادب سے آتا ہے۔

۳۷) حکمت و دانائی مومن کا گم گشتہ خزانہ ہے۔

۳۸) وقت سونے کی طرح قیمتی دوست ہے۔

۳۹) ٹیڑھی لکڑی کا سایہ سیدھا نہیں ہو سکتا۔[2]

۴۰) ہر چمکنے والی شیئے سونا نہیں ہوتی۔

---

[1] یعنی بادل سے تو صرف خوشی ملتی ہے مگر اس کے برسنے سے اس کا فائدہ ملتا ہے۔

[2] مثلاً منڈ دماغ آدمی ہر بات غلط ہی سمجھتا ہے، اور ضدی قسم کا آدمی ہر کام غلط ہی کرتا ہے۔

تعاقب فرقِ باطلہ

قسط (۱۷)

فتنۂ انکارِ حدیث اور اسباب وعلل

مولانا کبیر الدین قاسمی*

شیعہ حضرات کا پانچواں عقیدہ یہ ہے کہ ان کے مزعومہ ائمہ معصومین ''جمیع ما کان وما یکون'' کا علم رکھتے ہیں، یعنی جو چیزیں ماضی میں وجود میں آچکی ہیں اور آئندہ تا قیامت جو وجود پذیر ہوں گی ان سب چیزوں کا علم ان کے ائمہ معصومین کو ہے خواہ وہ چیزیں ظاہر و باہر ہوں یا مخفی اور پوشیدہ، حتیٰ کہ دلوں میں راز ہائے سربستہ اور پردۂ عقل پر آشکارہ خیالات تک کا علم وآگہی ہے، عالمِ دنیا کا کوئی ذرہ ان کے احاطۂ علم سے باہر نہیں، قرآن وحدیث کے علاوہ وہ ائمہ سابقہ تمام آسمانی کتب، تمام انبیاء ورسل اور ملائکہ کے علوم کو جامع ہیں، مستزاد یہ کہ انھیں اپنی موت کے وقت کا بھی علم ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ نا قابلِ تصور علمی کمالات ثابت کرتے ہیں۔

ان شیعوں کے ذکر کردہ علمی کمالات کے تمام جزئیات وافراد کا تنقیدی جائزہ لینے کے بجائے ان کے ائمہ حضرات کا صرف ایک علمی کمال ''جمیع ما کان وما یکون'' کا علم رکھتے ہیں، کا تنقیدی جائزہ لینا کافی وشافی ہوگا، کیوں کہ اِس علمی کمال کی حیثیت کلی کی ہے اور باقی تمام علمی کمالات اس کے جزئیات وافراد ہیں، یا دوسرے اسلوب میں یوں کہا جائے کہ ''جمیع ما کان وما یکون کا علم رکھنے'' کا عقیدہ اصل وبنیاد ہے اور باقی سب علمی کمالات اسی کے عکس اور پرتو ہیں، لہذا رشحاتِ قلم اسی ایک عقیدہ کے اثبات وابطال کے مابین دائر ہوں گے۔

چنانچہ علامہ مجلسی نے اپنی کتاب بحار الانوار میں ایک باب کا عنوان قائم کیا ہے

انهم عليهم السلام لا يحجب عنهم علم السماء والارض والجنة والنار وانه عرض عليهم وملكوت السمٰوٰت والارض ويعلمون علم ماكان ومايكون الى يوم القيمة	بے شک ائمہ علیہم السلام سے آسمان وزمین جنت وجہنم کا علم مخفی نہیں ہے، اور واقعی آسمان وزمین کی سلطنت ان کے سپرد کی گئی ہے اور وہ ائمہ ماکان کا علم رکھتے ہیں اور جو قیامت تک وجود میں آنے والا ہے اس کا بھی علم رکھتے ہیں۔

(بحار الانوار: ۲۶/۱۰۹ بحوالہ اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم)

*استاذ شعبۂ عالمیت ادارہ ہذا

نیز اصولِ کافی جو شیعہ مذہب کی معروف ومشہور کتاب ہے، اس کے ایک باب کا عنوان ہے (ان الائمة علیهم السلام یعلمون ما کان و مایکون و انه لا یخفی علیهم شئی صلوات الله علیهم) کہ ائمہ علیہم السلام مکان و ما یکون کا علم رکھتے ہیں اور ان پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے، اس باب کی پہلی روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے اپنے خاص رازداروں کی ایک مجلس میں فرمایا کہ

لو کنت بین موسیٰ والخضر لاخبرتهما انی اعلم منهما ولا نباتهما لیس فی ایدیهما لان موسیٰ والخضر اعطیا علم ماکان ولم یعطیا علم مایکون وما هو کائن حتی تقوم الساعة وقد ورثناه من رسول الله صلی الله علیه وآله وراثةً (اصولِ کافی:۱۶۰)

اگر میں موسیٰ ؑ اور خضر کے درمیان موجود ہوتا تو ان دونوں کو یہ خبر ضرور دیتا کہ میں ان سے زیادہ علم رکھتا ہوں اور اس کی بھی خبر دیتا جو ان دونوں کے سامنے نہیں ہے، اس لئے کہ (حضرت) موسیٰ اور خضر کو سابقہ چیزوں کا علم دیا گیا تھا، جو ہوگا اور قیامت تک ہونے والا ہے اس کا علم نہیں دیا گیا تھا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے علم کے وارث ہوتے ہیں۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ ان کے ائمہ حضرات جمیع مشاہدات ومغیبات کا علم رکھتے ہیں اسی کے ساتھ دوسری روایت میں یہ باطل دعویٰ بھی کر دیا کہ وہ اس علم میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں جو سراسر افتراء و بہتان ہے کیوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاشبہ بہت سے غیب کا علم تھا جیسا کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے **وماهو علی الغیب بضنین** (سورۃ التکویر) اور وہ غیب کی (خبریں بتانے) میں کمی کرنے والے نہیں ہیں، جیسے علاماتِ قیامت، احوالِ قبور، بعث بعد الموت (مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا) قیامت اور جنت وجہنم وغیرہ احوال سب غیب کے قبیل سے ہیں جن کا علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اُمت کو آگاہ کیا ہے لیکن غیب کا یہ علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی حاصل ہوا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ (سورۃ ھود:۴۹)

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جس کی ہم آپ پر وحی بھیجتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم اس اخبار سے قبل ان غیب کی باتوں کو نہیں جانتے تھے۔

سورۃ الجن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۃ الجن: ۲۶، ۲۷)

وہی بھید کا جاننے والا ہے وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہاں اس رسولؐ کو بتا دیتا ہے جس کو اس نے پسند کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ من اللہ غیب کی باتوں پر مطلع کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کا علم ہوتا تھا براہِ راست، بلا واسطہ اور بالذات غیب کا علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نہیں؛ جسے علمِ غیب ذاتی کہا جاتا ہے، جیسے آپ کو قیامت کے وقت کا علم نہیں دیا گیا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم نہیں تھا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؕ (سورۃ الاعراف: ۱۸۷)

وہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ کب برپا ہوگی کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے وہی اسے اپنے وقت پر کھول کر دکھائے گا کوئی اور نہیں

اللہ رب العزت فرماتا ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛؕ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ (سورۃ الاعراف)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے جب تک اللہ نہ چاہے میں اپنے لئے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا ہوں، اور اگر میں غیب کو جانتا ہوتا تو خیر کو بکثرت جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو بس ہوشیار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کو جو تصدیق کرتے ہیں۔

ان آیات قرآنیہ کے حوالہ سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ بہت سے مغیبات کا علم رکھنے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان جمیع ما کان وما یکون کا علم نہیں ہے، تو شیعوں کے نزدیک ان کے ائمہ جمیع ما کان وما یکون کے علم کے وارث کیسے ہو گئے، یہ محض افتراء اور بہتان ہے۔

بہر حال شیعوں کا یہ دعویٰ کہ ان کے ائمہ حضرات کو جمیع ما کان وما یکون کا علم تھا، صرف لغو اور باطل ہی نہیں بلکہ شرک فی الصفات پر مبنی ہونے کی وجہ سے کفریہ بھی ہے کیوں کہ جمیع ما کان وما یکون کا علم اور کائنات کے ذرہ ذرہ سے واقفیت صرف اللہ جل شانہ کی شان ہے اور اللہ جل جلالہ کی شان وصفت میں کسی کو بلا تاویل شریک کرنا شرک فی الصفت ہے جو کفر ہے اور ان لوگوں نے بھی یہی کیا ہے۔

جمیع ما کان وما یکون کا علم اللہ جل جلالہ کی شان ہے اس پر دلائل وشواہد کے انبار لگانے کے بجائے صرف

دو دلیلوں پر اکتفاء کریں گے۔

(۱) قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ (سورۃ النمل)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) جو ذی عقل آسمانوں اور زمین میں ہے وہ غیب کو نہیں جانتے ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور لوگ دوبارہ کب زندہ کئے جائیں گے ان کو اس کا بھی علم نہیں ہے۔

اس آیتِ شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازیؒ تحریر فرماتے ہیں: اعلم انه تعالیٰ لما بین انه المختص بالقدرة فکذالک انه المختص بعلم الغیب (تفسیر رازی: ۲۴/۵۶۷) یہ جان لو کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا کہ قدرت اسی کے ساتھ مختص ہے تو اسی طرح یہ بھی واضح کیا کہ وہ ہی علم غیب کے ساتھ مختص ہے، کسی اور مخلوق کو غیب کا علم نہیں ہے، اور جب اس کا علم نہیں ہے تو اس کے بغیر "جمیع ما کان و ما یکون" کا عالم کوئی کیسے ہوسکتا ہے۔

(۲) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ (سورۃ الانعام)

اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، وہی ان کنجیوں کا علم رکھتا ہے خشکی اور سمندر میں جو چیزیں موجود ہیں وہ ان سب کو جانتا ہے اور جو پتہ بھی جھڑتا ہے وہ اس کا علم رکھتا ہے، اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ یا کوئی چیز یا خشک چیز ایسی نہیں ہے مگر وہ کتاب مبین میں محفوظ ہے۔

اس آیتِ شریفہ کے ذیل میں صاحبِ تفسیر خازن رقم طراز ہیں و کذلک ھا ھنا لان اللہ تعالیٰ لما کان عالما بجمیع المعلومات ما غاب منھا و لم یغب (تفسیر الخازن: ۲/۱۱۸) اور اسی طرح یہاں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمام معلومات کا عالم ہے خواہ پوشیدہ ہوں یا ظاہر ہوں۔

ان دونوں آیاتِ شریفہ سے آفتاب نیم روز کی طرح یہ واضح ہو رہا ہے کہ از قبیل مغیبات اور مظہرات تمام چیزوں کا علم فقط اللہ جل جلالہ کے پاس ہے، کسی فرد بشر کے پاس ایسا علم نہیں ہے، لہذا کسی انسان کے لئے "جمیع ما کان و ما یکون" کا علم ثابت کرنا خواہ وہ ائمہ ہوں یا غیر، یہ آیات کے انکار پر مبنی عقیدہ ہے اور اللہ کی صفت کو غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا ہے جو شرک فی الصفت ہے۔ فالھدایۃ من اللہ و التوفیق منہ

تعاقبِ فرقِ ضالہ

مسیحِ کذاب شکیل بن حنیف
کے دجالی فتنے سے مسلمان ہوشیار و چوکنا رہیں

از: مولانا انصار اللہ قاسمی*

پیارے مسلمان بھائیو اور بہنو!

اللہ تعالیٰ کا بے انتہاء شکر و احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ایمان کی نعمت اور اسلام کی دولت سے مالا مال فرمایا اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا، ایمان جیسی انمول نعمت کی قدر و قیمت کو سمجھنے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ ایمان ہی کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں ہماری نجات اور کامیابی ہے، ایمان اگر ہے تو دنیا جہاں کے مال و دولت اور سامانِ راحت کے نہ ہونے کا کوئی غم اور افسوس نہیں ہے اور اگر ایمان ہی نہیں ہے تو مال و دولت کی فراوانی اور عیش و آرام کی زندگی بھی سب سے بڑی محرومی ہے۔

قابل احترام بھائیو اور بہنو!

اس حقیقت سے بھی ہم سب اچھی طرح واقف ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر ہمارے ماں باپ سے زیادہ مہربان اور شفقت کرنے والے ہیں، ہم پر کمال شفقت اور مہربانی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں قیامت کے قریب گمراہی و بے دینی کے دور اور حالات سے آگاہ فرمادیا، تاکہ ایمان جیسی عظیم نعمت صحیح سلامت رہے، آقاءِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ جھوٹے اور دجال قسم کے لوگ پیدا نہ ہوں گے، دجال کے معنیٰ ''جعل سازی'' اور ''ملمع سازی'' کرنے والا، گمراہ کرنے اور گمراہی پھیلانے کا خاص انداز اور خاص ''ٹکنک'' ہوگی، جھوٹے اور دجال قسم کے لوگ دین کے سلسلہ میں اتنا گھما پھرا کر بات کریں گے کہ صحیح اور سچی بات غلط معلوم ہوگی اور غلط بات صحیح سمجھ میں آئے گی، حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سچے فرمان کے مطابق جھوٹے اور دجال قسم کے لوگوں کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے، ایک تو مشہور دجال جھوٹا نبی مرزا غلام قادیانی ہے، جس کی دجل و فریب کی وجہ سے بہت سے ناواقف مسلمان اسلام کے سچے اور صحیح راستہ کو چھوڑ چکے ہیں، خود کو ''احمدی مسلمان'' اور ''احمدیہ مسلم جماعت'' کہنے والے قادیانی آج بھی اس جھوٹے اور

* آرگنائزر مجلس تحفظ ختم نبوت تلنگانہ و آندھرا

دجال شخص کے گمراہ مشن کو چلا رہے ہیں، اسی مرزا غلام قادیانی کے رنگ میں رنگا ہوا ایک اور جھوٹا اور دجال قسم کا شخص ''شکیل بن حنیف'' پیدا ہوا ہے جو مرزا غلام قادیانی کی طرح مہدی اور مسیح ہونے کا جھوٹا دعوی کرتا ہے، اس گمراہ اور بے دین شخص سے ہوشیار اور خبردار کرنے کے لئے چند باتیں پیش کی جاتی ہیں:

کون ہے شکیل بن حنیف؟

یہ شخص دربھنگہ بہار کا رہنے والا ہے، پیشہ کے اعتبار سے کمپوٹر میکانکل انجینئر ہے، روزگار کی تلاش میں دہلی آیا، دہلی میں ایک دینی جماعت کی سرگرمیوں میں مشغول ہوگیا، یہ شخص چوں کہ عہدہ اور منصب کا حریص تھا، اس لئے زیادہ دن تک اُس دینی جماعت سے وابستہ نہیں رہ سکا، البتہ جماعت میں جڑے سیدھے سادھے ساتھیوں کو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اپنے سے جوڑتا رہا، یہاں تک کہ اپنا الگ حلقہ بنالیا، حلقہ بنانے کے بعد دہلی کے بعض محلوں میں عام مسلمانوں کے درمیان اپنی گمراہ کن باتیں پھیلانے لگا، اس کی وجہ سے اس شخص کی مار پیٹ کی گئی اور دہلی سے اس کو نکال دیا گیا، پھر کسی طرح یہ شخص دوبارہ دہلی آپہونچا اور اب دہلی ہی کے محلہ لکشمی نگر میں ایک مکان کو اپنا مرکز بنا کر گمراہ نظریات پھیلا رہا ہے۔

شکیل بن حنیف کے ماننے والوں کی وجہ سے اورنگ آباد میں بھی زبردست ہنگامہ ہوا، اس ہنگامہ کے بعد شکیل بن حنیف اور پولیس والوں کے درمیان ملی بھگت کی وجہ سے آج بھی کئی مسلمان جیلوں میں بند ہیں، اورنگ آباد شہر سے باہر پولیس اکیڈمی کے قریب ''پڑے گاؤں'' علاقہ میں ''رحمت نگر'' کے نام سے ان لوگوں نے اپنی الگ بستی بسالی ہے، اس میں صرف شکیل بن حنیف کو مہدی اور مسیح ماننے والوں کو گھر دیا جاتا ہے، اورنگ آباد میں مسلمانوں اور شکیل بن حنیف کے لوگوں میں ویسی ہی دوریاں ہیں جو مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان ہیں۔

کیا کہتے ہیں شکیل بن حنیف اور اُس کے ماننے والے؟

شکیل بن حنیف کے لوگ پہلے پہل تو صرف عام مذہبی باتیں کرتے ہیں، دیندار بننے اور دنیاداری سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں، ان کی اس پُرفریب اور پُراسرار دینداری کے سلسلہ میں جب پوچھا جاتا ہے تو کہنے لگتے ہیں کہ قیامت قریب آگئی ہے، پھر وہ قیامت کی علامات ونشانیوں کا تذکرہ کرنے لگتے ہیں، ان علامات ونشانیوں کو جدید ایجادات پر فٹ کرتے ہیں، مثلاً دجال کی سواری گدھے کا مطلب ''جنگی جہاز'' ہے، دجال کی پیشانی پر ''کافر'' لکھے ہونے کا مطلب ''امریکہ اور فرانس'' ہے، یہ دونوں ملک دجال ہیں، ان دونوں کے نام ملا کر لکھنے سے ''کافر'' کا لفظ واضح طور پر نظر آتا ہے، اس طرح ''امریکا فرانس'' دجال کے ایک نکھ سے کانا

ہونے کا مطلب ''سٹیلائیٹ'' ہے غرض یہ کہ قیامت کی نشانیوں کے بارے میں ایسی بے شمار گمراہ اور غلط باتیں یہ لوگ کہتے اور سناتے ہیں۔

کہاں لے جاتے ہیں شکیل بن حنیف کے لوگ؟

جب کوئی سیدھا سادا عام مسلمان ان لوگوں کی گمراہ باتوں میں آ کر ان سے مانوس ہو جاتا ہے تو یہ لوگ علاقہ میں شکیل بن حنیف کے ایجنٹ کے گھر لے جاتے ہیں، ہفتہ میں ایک دن یا موقع بہ موقع ہونے والی مجلسوں کو اس کو شریک کرتے ہیں، کئی دن تک صرف اس شخص کی ذہن سازی کی جاتی ہے، فوری طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے اور شکیل بن حنیف کو عیسی مان لینے کی بات نہیں چھیڑتے، پوری طرح اطمینان کر لینے کے بعد اس شخص کو اورنگ آباد (مہاراشٹرا) یا دہلی لے جاتے ہیں، وہاں جھوٹے مہدی و مسیح شکیل بن حنیف سے ملاقات کرواتے ہیں، شکیل بن حنیف کی سرگرمیاں بہت ہی پُراسرار اور خفیہ انداز میں ہوتی ہیں، وہاں نہ کسی کو باہر نکلنے کی اجازت ہوتی ہے، نہ کوئی شخص فون پر بات کر سکتا ہے اور نہ مرکز کے اندر تصویر لینے دیا جاتا ہے، شکیل بن حنیف کے یہاں کچھ دن قیام کرنے کے بعد اُس کے ہاتھ پر بیعت کروایا جاتا ہے، بیعت کرتے وقت شکیل بن حنیف خود سے نہیں کہتا کہ مجھے مہدی اور مسیح مانو، البتہ بیعت کر لینے کے بعد ساتھ لے جانے والے لوگ کہتے ہیں کہ یہی مسیح اور مہدی ہیں، ان کو ہی مسیح اور مہدی ماننا ہے، غرض یہ کہ اس پُراسرار اور پُرفریب کاروائی کے بعد یہ نیا ناواقف سیدھا سادا عام مسلمان ایک جھوٹے مہدی اور مسیح سے وابستہ ہو جاتا ہے، اور اپنے دین وایمان کو غارت کر بیٹھتا ہے۔

پیارے مسلمان بھائیو اور بہنو! شکیل بن حنیف اور اُس کے ماننے والوں کے بارے میں اس تفصیلی وضاحت کے بعد ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم مہدی اور مسیح ہونے کے اس جھوٹے دعویدار کے فتنہ سے بہت ہی ہوشیار اور چوکنا رہیں اور اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو بھی اس سے بچائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

کچھ رہے یا نہ رہے پر تمنا ہے امیر
آخر وقت سلامت میرا ایمان رہے

مزید کچھ اہم اور ضروری باتیں

مہدویت اور مسیحیت کے اس نئے دجالی فتنے کے گمراہ و باطل ہونے کا اندازہ ہم حسبِ ذیل باتوں سے بھی لگا سکتے ہیں:

۱) قرآن وحدیث میں جہاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا گیا یا آپ علیہ السلام کے لقب کے ساتھ ''مسیح'' کا تذکرہ کیا گیا عام طور پر ''ابن مریم'' کی نسبت ضرور بیان کی گئی ہے، یوں تو قرآن وحدیث میں اور بھی بہت سارے نبیوں/پیغمبروں کا تذکرہ ہے، لیکن کسی بھی نبی اور پیغمبر کے نام کے ساتھ ان کی والدہ کا نام نہیں ہے، ایسا کیوں؟ سوچا جاسکتا ہے قرآن وحدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے جس ذات گرامی کی معجزانہ ولادت، معجزانہ طور پر زندہ جسم وروح کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا، آسمان پر باحیات ہونا اور پھر دوبارہ دنیا میں معجزانہ انداز میں آمد کا بیان ہے وہ شکیل بن حنیف، مرزا غلام قادیانی اور دوسرے عیسیٰ مسیح ہونے کے جھوٹے دعویداران نہیں بلکہ بنی اسرائیل کے پیغمبر اور حضرت مریم علیہا السلام کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، آپ کے ساتھ ابن مریم کی نسبت نے مرزا غلام قادیانی اور شکیل بن حنیف کے بشمول تا قیامت پیدا ہونے والے تمام مدعیانِ مسیحیت کے دعوے کی جڑ کاٹ دی ہے۔

۲) احادیث میں بہت سی علاماتِ قیامت کا ذکر ہے، مگر جس تفصیل اور وضاحت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر ہے کسی اور علامت کا نہیں ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے ایک ایک جز کی تفصیل موجود ہے کہ کب اتریں گے؟ کہاں اتریں گے؟ کیسے اتریں گے؟ اترنے کا وقت، مقام اور کیفیت کیا ہوگی؟ آپ علیہ السلام کی آمد سے قبل اور بعد میں دنیا میں کیا کیا حالات، حادثات اور واقعات رونما ہوں گے؟ آسمان سے اترنے کے بعد آپ علیہ السلام زمین پر کب تک رہیں گے؟ کہاں آپ کی تدفین ہوگی؟ اور کیا کیا کام آپ علیہ السلام انجام دیں گے وغیرہ.....سوچنا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی ایک ایک جز کی تفصیل اتنے اہتمام سے کیوں بیان کی گئی؟ انصاف کی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد سے انسانیت کی ہدایت اور گمراہی کا تعلق ہے، بعض کم علم اور کج فہم لوگ عیسیٰ مسیح کے جھوٹے دعویداروں کی چکر میں آکر گمراہ ہوجائیں گے اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور حق پرست لوگ ان علامات وتفصیلات کی روشنی میں سچے اور حقیقی عیسیٰ ابن مریم کے منتظر رہیں گے، جیسا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آگاہ فرمایا:

''خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کردے، کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔'' (انجیل متی باب: ۲۴)

۳) دین اسلام دیگر مذاہب کی طرح ''بچوں کا کھلونا اور مٹی گھروندا'' نہیں ہے کہ اس کے ساتھ جیسا چاہے سلوک کیا جائے، بلکہ یہ ٹھوس اور مضبوط عقائد کا نام ہے، عقیدوں میں ذرہ برابر بھی کمی اور زیادتی سے مسلمان کا پورا ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے، اس لئے عقل مندی کا تقاضہ یہ ہے کہ عقائد ونظریات کے معاملہ میں ہر نئی بات اور نئی چیز کو قبول کرنے میں بہت ہی محتاط اور انتہائی ہوشیار رہیں۔

۴) ایک بار نہیں بلکہ بار بار ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے جانثار صحابہ کرامؓ کی لازوال اور بے مثال قربانیوں کے بعد ہم تک ایمان کی نعمت اور اسلام کی دولت پہونچی ہے، اس کی قدردانی اور احسان مندی تو یہ تھی کہ ہم اس نعمت کو سینہ سے لگاتے اور دل وجان سے زیادہ اس کی حفاظت کرتے، لیکن ہائے افسوس! یہ کیسی احسان فراموشی ہے کہ اس قیمتی نعمت اور بیش بہا دولت کو محفوظ رکھنے کے بجائے ہم نے عیسیٰ مسیح ہونے کے جھوٹے دعوایدار کے ہاتھ پر بیعت ہوکر ہدایت کے بدلہ گمراہی کا سودا کرلیا، اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کتنا سچا اور صحیح ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلہ گمراہی کو خرید لیا، ان کا سودا کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔

۵) ہم اور آپ کو اس کا بھی کامل اور پختہ یقین ہے کہ حشر کے میدان میں، حوض کوثر پر ہم آقا دو جہاں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مبارک ومقدس ہاتھوں سے اپنی پیاسی امت کو آبِ کوثر سے سیراب کررہے ہوں گے، ہم بھی لائین میں کھڑے اپنی باری کا انتظار کررہے ہوں گے، عین جب ہم پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب میں پہونچنے ہی والے ہوں گے تو اچانک فرشتے ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان آڑ بن جائیں گے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دست بستہ عرض کریں گے کہ اے اللہ کے رسول! یہ آپ کے باغی امتی ہیں، ان لوگوں نے ایک نئی چیز آپ کے دین میں داخل کردی، آپ نے جس عیسیٰ ابن مریم کے نازل ہونے کی خبر دی تھی ان لوگوں نے اس عیسیٰ ابن مریم کو ماننے اور ان کا انتظار کرنے کے بجائے عیسیٰ ہونے کے جھوٹے دعویدار شکیل بن حنیف کو مان لیا یہ سب سن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے سحقاً، سحقاً، دور ہوجاؤ! دور ہوجاؤ! سوچئے ایسے نفسانفسی کے عالم میں ہمارا کیا ہوگا اور کیا بنے گا؟؟

۶) زندگی پانی کا بلبلہ ہے، اس کا کوئی بھروسہ نہیں، نہ معلوم کب کہاں اور کیسے موت کا پروانہ آجائے اور ہماری سانس اکھڑ جائے، اس لئے اگر ہم آخرت میں اپنی نجات وکامیابی چاہتے ہیں تو دنیا میں ہمیں اسلام کی زندگی گذارنا ہوگا اور ایمان کی موت مرنا ہوگا، پس جو ناواقف مسلمان بھائی شکیل بن حنیف کے فتنہ کا شکار ہوچکے ہیں ان کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے جس کو میں کسی ایرپھیر اور راگ لپیٹ کے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس نئے گمراہ عقیدہ سے توبہ کرلیں، کیوں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی گمراہی کی تائید میں ہماری کوئی دلیل وحجت کام نہ آئے گی اور نہ ہم کوئی حیلہ وبہانہ کرسکیں گے۔

ہر در پہ جھکے سر یہ مری شان نہیں ہے
سامانِ تجارت میرا ایمان نہیں ہے

ردِعیسائیت

قسط(۱)

ادیانِ سابقہ اور اسلام

از: مفتی صدیق احمد صاحب مظاہری*

الحمد للہ الذی ھدانا الی الاسلام والایمان وانقضنا من الاصنام والاوثان والصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام سید الانس والجان وعلی اٰلہ واصحابہ ھم نجوم الھدایۃ وناشر الفرقان فقد قال اللہ عز وجل اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ وقال النبی ﷺ بدأ الاسلام غریبا وسیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء

اسلام ایک ایسا دین ومذہب ہے جو کامل ہے، مکمل ہے، جامع ہے، معتدل ومتوازن ہے؛ تہذیب وثقافت کا علمبردار اور ہر قسم کے مسائل کا کامیاب ترین حل اپنے پاس رکھتا ہے، اس کے کچھ خصوصیات وامتیازات ہیں، کچھ شعائر وتشخصات ہیں؛ اس نے دنیا کو وہ سب کچھ دیا جس کے طفیل دنیا آج ترقیات کی بام عروج پر پہنچی ہوئی ہے، یہ اسلام ہی کی رہین منت ہے اور اسی نے حقوق انسانی کا وہ عادلانہ منشور چودہ سو پچیس سال پہلے میدانِ عرفات سے جاری کیا جس کو اپنایا جاتا تو دنیا سے ظلم وبربریت کا ننگا ناچ ختم ہوجاتا اور اسی نے قرآن کی شکل میں انسانوں کو وہ دستور حیات عطا کیا جس پر عمل کیا جائے تو دنیا جنت کا نمونہ نظر آئے، اسلام ہی مساوات کا حامل واخوت کا بانی ہے، اسی نے انسانوں کے درمیان رنگ ونسل گورے کالے عرب وعجم زنگ وفرنگ حسب ونسب کے فرق اور تفوق وبرتری کو مٹایا، خاندانی غرور ونسلی امتیازات کو پیروں تلے کچلا اور سب کو ایک لڑی میں پرویا؛ رب واحد یعنی ایک خدا کے بندے اور اب واحد یعنی ایک ہی باپ کی اولاد یعنی نسل انسانی کے ایک ہونے کا اعلان اس طاقت وقوت سے کیا کہ اس کا کسی مذہب میں تصور بھی نہیں ہوسکتا۔

بہار جو اب دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انہی کی لگائی ہوئی ہے

*مفتی دارالعلوم نلگنڈہ

اسرائیلی تو خدا کو بنی اسرائیل تک محدود مانتے تھے، کبھی انہوں نے رب العلمین نہیں کہا اور اسی طرح عیسائی بھی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ کا ایک قول بائبل میں ملتا ہے کہ میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیوں کو اکٹھا کرنے آیا ہوں اور غیر اسرائیل کو وہ اپنا پیغام سنانا نامناسب سمجھتے اور یوں فرماتے لڑکوں کی روٹی کتوں کو دینا میں پسند نہیں کرتا (استثناء) اسی طرح سابقہ انبیاء کرام اور ان کے مذاہب مخصوص قوم محدود علاقہ ومتعینہ زمانے کے لیے آیا کرتے تھے، اس کی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ وہ سارے عالم، سارے اقوام کو دعوت دیں؛ بلکہ وہ تو یہ کہہ کر چلے جاتے کہ ہم تو جا رہے ہیں اور ہم مخصوص قوم ہی کے لیے آئے تھے، وہ جو آئے گا فاران کی چوٹی سے اس کی شریعت کامل ہوگی اور اس کا دین سارے انسانوں کے لیے ہوگا اور اس کا خدا جو کل جہاں کا ہے اس کو قیامت تک کے لیے بھیجے گا؛ یہ دراصل اسی عہد واقرار کی توثیق ہے جس کا ذکر سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۸۱ میں تفصیلی طور پر ہے اور جس کی عملی تصدیق واقعہ معراج میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء کی امامت کے ذریعہ ہوئی۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۸۱ اسی لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال میں یہ بات ملتی ہے کہ جس وقت انہوں نے اپنے بارہ حواریوں کو تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا تو یوں کہا غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا (استثناء باب نمبر ۵، درس نمبر ۱۰، انجیل متی) اور یہ بھی ایک امر مسلمہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ تک جتنے انبیاء کرام آئے وہ سب کے سب اسرائیل کے لیے ہی آیا کرتے تھے، غیر اقوام میں تبلیغ کی قطعاً اجازت نہیں تھی تو پھر آج سارے عالم کو اس کے نام نہاد عیسائی اگر دعوت دیتے ہیں تو یہ خود ان کی تعلیمات کے خلاف ہے اور ایک ایسی تبلیغ ہے جس کی کوئی اصل نہیں اور جس کا حکم ان کی اصل انجیل میں نہیں ملتا، یہ تبلیغ پولسیت کی تو ہو سکتی ہے عیسائیت کی نہیں ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان وافتراء لازم آئے گا، حد تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جاتے وقت کوئی حواری تو وہاں نہیں تھا، سارے حواری وہاں سے اپنی جانوں کی خیر مناتے ہوئے فرار ہو گئے تو پھر انجیل کو لیا کس نے؟ نیز یہ بات بھی قابل غور ہے ان کا اصل پیغام بھی محفوظ نہیں اور جو ملا تھا وہ بھی سارے انسانوں کی رہبری کے لیے کافی نہیں کیونکہ انجیل کے مضامین تو مواعظ وامثال پر مشتمل ہیں، انسان کی ازدواجی واجتماعی زندگی میں پیش آنے والے واقعات کی اس میں کوئی رہنمائی نہیں جو تعلیمات ملتی ہیں وہ بھی یونانی وروی تعلیمات کا شاخسانہ ہے، جیسا کہ اس کا اعتراف خود ان کے شارحین کتب ومحققین بائبل نے کیا ہے، دنیا میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے دنیا میں جس نے سب سے پہلے اس کا اعلان کیا کہ اس کا خدا تمام دنیا کا خدا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱ اس کا رسول تمام دنیا کا رسول، رحمۃ للعلمین ہے، اس کا پیغام تمام دنیا کے لیے پیغام

ہے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ﴿۱﴾ جہاں تک خدا کی سلطنت وہاں تک نبی کی نبوت۔ نہ تو خدائی مملکت سے کوئی چیز خارج نہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت سے کوئی مخلوق مستثنیٰ۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

محترم حضرات! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں آنے کی خوش خبری قرآنِ پاک کی سورۃ الصّف میں یوں نقل کی گئی وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶﴾ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارے میں کہا کہ میں توراۃ کی تصدیق کرتے ہوئے ایک نبی کے آمد کی خوشخبری دیتے ہوئے جارہا ہوں جن کا نام احمد ہوگا (سورۃ الصّف) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے عاشق پیروکار، حواری اور ان کے عقیدت مند کا تو یہ فریضہ تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا اور جی جان سے داخلِ اسلام ہوتا، مگر صورتحال اس کے برعکس ہے، وجہ ظاہر ہے، مسئلہ ثواب آخرت اور حشر ونشر ومعاد کا نہیں ہے بلکہ دنیاوی معاش اور فانی دنیا کی خوشحالی کا ہے؛ اس لیے وہ حضرات جو تلاش حق کے متلاشی ہوتے ہیں وہ تو بلاخوفِ لومۃ لائم حلقہ بگوش اسلام ہورہے ہیں، لیکن جن کی نظریں اس حقیر دنیا اور شکم پروری پر ہوں ان کے بارے میں تو یہی کہا جائے گا ع

فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے دیں یا شکم

چنانچہ اسی قسم کی بہت سی باتیں انجیل برنابس میں ملتی ہیں، لیکن وہ یہ کہہ کر اس کو ٹال دیتے ہیں کہ یہ کسی مسلمان کی لکھی ہوئی ہیں، جب کہ اسلام تو اس کے کئی صدی بعد آیا، جس وقت انجیل برنابس لکھی جارہی تھی، کسی مسلمان کا روئے زمین پر وجود تک نہ تھا، ساری دنیا جانتی ہے کہ اسلام تو اس کے کئی صدیوں بعد آیا، حیرت واستعجاب ہے کہ خود اپنے نبی کی تعلیمات پر عمل کرنے کے بجائے اس کے علی الرغم کفر اختیار کرتے جارہے ہیں اور اصل تعلیمات کو مسخ کرکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہت سے الزام تراشیوں کے ساتھ کفر کا شیوع کررہے ہیں لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ اور لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ اللہ سمجھ نصیب فرمائے۔ ایسے موقعوں پر قرآن پاک نے انہیں تثلیث سے روکا اور توحید خالص کی دعوت دی وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ اور قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ حق وباطل کی

آمیزش سے اللہ ہمیں اور پوری امت مسلمہ وانسانیت کو بچائے اور حق پر چلائے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔

محترم حضرات! دنیا میں حزب الشیطن کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ حق کو ماننے اور اس کو قبول کرنے کے بجائے اس کے مٹانے کے درپہ رہتے ہیں۔ آج یہی صورتحال باطل پرستوں کی طرف سے اپنائی جارہی ہے، اس خطرناک سازش ومہم کے چلانے پر حق جل مجدہٗ نے انہیں وارننگ دی کہ آؤتم حق کے اس چراغ کو گل کر کے دیکھو اور اس نور کو مٹانا چاہتے ہو تو مٹا کر دیکھو، کبھی نہیں مٹا سکتے۔ یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ۸ خالق ارض وسماء سے تمہارا یہ ٹکراؤ خس وخاشاک کی طرح بہالے جائے گا۔ اللہ اپنے نور اسلام کو غالب کر کے رہے گا اور اس کا دین پورا ہو کر رہے گا۔ وکلمۃ اللہ ھی العلیا وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام الحق یعلو ولا یعلیٰ۔ سچ ہے ع

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(جاری۔۔۔۔۔)

آتے ہوں جن کے درپہ فرشتے غلام بن کر

نتیجۂ فکر: قاری عبدالرازق فہمی

آئے ہیں آپؐ کیا ہی خیر الانام بن کر
امت کے لیے سایۂ رحمت دوام بن کر

ہوا آپؐ کی آمد سے سارا جہاں روشن
ظلمت میں آپؐ آئے جو ماہِ تمام بن کر

ہوئے دولتِ ایماں سے شرف یاب اہلِ دنیا
آئے جو آپؐ ہادیٔ عالم عظام بن کر

آئے ہیں بہت یوں تو یہاں اور بھی پیمبر
آیا نہ مگر کوئی بھی عالی مقام بن کر

معراج کی شب مسجدِ اقصیٰ میں انبیاء کو
پڑھائی نماز شاہِ اُمم نے امام بن کر

فہمی کیا اور ان کی عظمت کا پوچھنا ہے
آتے ہوں جن کے درپہ فرشتے غلام بن کر

فکر ونظر

قسط (۱)

حرمین شریفین کے تعلق سے ایک زبردست غلط فہمی کا ازالہ
دلائل وبراہین کی روشنی میں

از: مفتی عباد الرحمٰن قاسمی*

اسلام ایک آفاقی اور ابدی مذہب ہے، اسلام کو کسی رنگ، کسی نسل، کسی خاص زمانہ اور کسی مخصوص علاقہ سے جوڑا نہیں گیا بلکہ اسلام میں حق کو معیار بنایا گیا ہے حق چاہے جہاں کہیں بھی ہو، اس لیے کسی مخصوص مقام کو حجت ومعیارِ حق نہیں بنایا گیا چونکہ مقامات ومکانات تغیر پذیر ہوتے ہیں، علاقات ومقامات میں ہر طرح کی اچھی بُری تبدیلی ہوتی رہتی ہے، لہذا کسی خاص علاقہ کے ساتھ حق کو دائر وسائر نہیں کیا گیا حتیٰ کہ مکہ ومدینہ جو منبعِ اسلام ومرکزِ اسلام ہیں اور ہماری ہر طرح کی تعظیم وتکریم کے مستحق ہیں؛ لیکن اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن وحدیث کی طرح وہ مقامات ہمارے لیے حجت نہیں ہیں اگر چہ قرآن وہیں اُترا، حدیثیں وہیں وارد ہوئیں؛ لیکن وہیں کی حد تک محدود نہیں رہیں بلکہ سارے عالم میں پھیلیں۔

محترم ومعظم ہونا اور چیز ہے، حجت ومعتبر ہونا اور چیز ہے، ایسا ضروری نہیں ہے کہ ہر ذی احترام چیز قابلِ حجت ہو، اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن وحدیث کو لے کر دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے، اسلام کو انہوں نے آفاقی بنایا اور ہر علاقہ کو قرآن وحدیث کی پاکیزہ تعلیمات سے معمور ومعطر کیا، گویا جہاں جہاں پہونچے ان علاقوں کو مکہ ومدینہ بنادیا، اسلام کے قلعے ہر جگہ تعمیر کردیے اور ہمارے لیے یہ اصول چھوڑ گئے، ''دُر مع الحق حیث دار'' کہ حق جہاں ہو اس کے ساتھ رہو۔

آج ایک مخصوص طبقہ یہ تاثر دینے کی کوشش کررہا ہے کہ حرمین ہی ہمارے لیے حجت ہے مکہ ومدینہ میں جو کچھ ہے وہ نہ لائقِ التفات ہے اور نہ قابلِ توجہ، جس کا اثر عوام الناس پر ـــــ جو تعمق وگہرائی نہیں رکھتے ـــــ بہت بری طرح واقع ہورہا ہے، اکثر عوام الناس کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ سعودی میں اس طرح ہوتا ہے، مکہ میں اس طرح ہوتا ہے، گویا بس حق سعودی یا مکہ ہی میں منحصر ہو، اس کے باہر کہیں حق ہی نہ ہو، یہ خیال اور

*استاذ شعبہ افتاء ادارہ ہذا

ذہنیت عوام کے لئے تو مضر ہے ہی، نیز نظریۂ اسلام کی آفاقیت کو محدود کرنے اور وسعت کو تنگ کرنے کے مترادف بھی ہے۔

یہ کوئی دین کی خدمت، حق پرستی اور کوئی مثبت وتعمیری کام نہیں ہے بلکہ یہ ایک منفی وتخریبی عمل کا عکاس اور تنگ نظری وتنگ ذہنی کا آئینہ دار ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ حرمین ہی میں حق ہے؛ بلکہ یہ مانتے ہیں کہ حرمین میں بھی حق ہے اور دنیا کے مختلف علاقوں میں بھی حق ہے، ہم حرمین میں ہی حق کا انحصار نہیں مانتے اور نہ وہاں کے ہر ہر عمل کو حجت ودلیل مانتے ہیں، اس سے ہمارا مقصد ـــــ العیاذ باللہ ـــــ حرمین کی تنقیص یا ان کی شان میں کوئی گستاخی ہرگز نہیں اور نہ ہی اہلِ حرمین کی دل آزاری ہے، حرمین تو ہمارے دھڑکتے دلوں کا مرکز اور ہماری عبادتوں وروحانیت کا قبلہ ہیں، حرمین کا احترام اور حفاظت ہمارا اولین فریضہ ہے ان پر آنے والی ہر آنچ کو اپنے جانوں اور سینوں کے سپر سے دفاع کرنے کو ہم اپنی سب سے بڑی سعادت اور اولین ذمہ داری سمجھتے ہیں؛ لیکن حرمین کے مقدس نام کا استعمال کر کے جو غلط تاثر دنیا میں پھیلایا جارہا ہے اور سلف کے مزاج ومذاق کے خلاف جو پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے ہم اس کو گوارا کرنے اور قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور نہ ہی کسی کو اس طرح کی غلط حرکت کی اجازت دیں گے، کوئی حرمین کے نام پر امت میں انتشار پھیلاتا رہے اور امت کی متحد صفوں میں دراڑیں ڈالتا رہے اور وہاں سے تضلیلی وتکفیری مہم چلاتا رہے اور اہلِ اسلام کے سامنے اسلام کی منعکس تصویر پیش کرتا رہے تو ہم خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھیں گے، بلکہ سیف سنان اور قلم ولسان سے اس کا مقابلہ کریں گے اور اسلام کو اس کی پوری وسعتوں ورحمتوں کے ساتھ امت کے سامنے پیش کریں گے جیسا کہ سلف نے صرف مقابلہ ہی نہیں بلکہ پُرزور انداز میں اس نظریہ کی تردید بھی فرمائی۔

سلف کی تصریحات اور اسلافِ امت کی تصنیفات کے حوالہ سے ہم اس کو آپ کے سامنے مدلل انداز میں پیش کریں گے تاکہ حق واضح ہوجائے اور باطل نظریات وخیالات کا پردہ فاش ہوجائے۔ چند دلائل وشواہد ملاحظہ فرمائیں:

(۱) علامہ ابن قیم جوزیؒ نے ایک مسئلہ سے متعلق جس میں عمل اہلِ مدینہ کو حجت مانا گیا تھا اور اس کو دلیل بنایا گیا تھا بڑا تفصیلی کلام کیا ہے اور عمل اہلِ مدینہ کی عدم حجیت پر بڑا پُرزور بسیط کلام پیش کیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ اصل اعتبار سنت اور حق کا ہے معیار اسی کو مانا جائے گا، کسی خاص علاقہ کو چاہے وہ مدینہ ہی کیوں نہ ہو، معیار نہیں مانا جائے گا، اعلام الموقعین میں تحریر فرماتے ہیں:

''ایک سلام پھیرنا (یہی) مشہور عمل ہے مدینہ میں، اور یہ عمل اہلِ مدینہ میں اوپر سے متوارث چلا آرہا ہے اور یہ عمل ایسا ہے کہ ہر شہر میں عمل کے لئے اس سے دلیل لینا درست ہوتا ہے کیوں کہ یہ عمل ہر روز کئی بار پیش

آنے کی وجہ سے مخفی نہیں رہ سکتا۔

میں کہتا ہوں (ابن قیمؒ رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں) یہ ایسی اصل ہے جس میں جمہور نے ان سے اختلاف کیا ہے اور جمہور نے فرمایا: اہلِ مدینہ کا عمل دیگر شہر والوں ہی کی طرح ہے، اہل مدینہ کے عمل اور اہل حجاز، اہلِ عراق و اہل شام کے عمل میں کوئی فرق نہیں ہے، جس کے پاس سنت ہوگی وہی لوگ اتباع کے قابل ہوں گے اور سنت عمل پر معیار ہوگی نہ کہ عمل سنت پر معیار ہوگا، اور ہمارے حق میں کبھی بھی کسی خاص شہر کے عمل میں بقیہ شہروں کو چھوڑ کر عصمت وحفاظت کی ضمانت نہیں لی گئی ہے۔

اور (حقیقت یہ ہے کہ) مختلف اقوال کے درمیان ترجیح دینے میں دیواروں، مکانوں اور علاقوں کا کوئی اثر اور رول نہیں ہوتا (اصل) تاثیر اور رول تو اہل مکان اور علاقہ والوں کا ہوتا ہے، اور (یہ بات سب کو) معلوم ہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ نے قرآن اُترتے دیکھا اور اس کے معنیٰ و مطلب کو (اچھی طرح) جان لیا اور وہ علم حاصل کیا جو بعد والے حاصل نہ کر سکے، لہذا علم میں وہ بقیہ لوگوں پر تقدم وسبقت رکھتے ہیں جیسا کہ دین وفضیلت کے حصول میں وہ مقدم اور پیش پیش ہیں، اور ان کا عمل ایسا عمل ہے جس کی مخالفت کی گنجائش نہیں ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر صحابہؓ مدینہ منورہ چھوڑ کر مختلف علاقوں میں پھیل چکے تھے بلکہ صحابہؓ میں جو بڑا علم رکھنے والے صحابہؓ تھے وہ کوفہ، بصرہ اور شام منتقل ہو چکے تھے جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ، حضرت ابودرداءؓ، حضرت عمرو بن عاصؓ حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ تو کیسے ان کا عمل مدینہ میں رہنے تک تو معتبر رہے اور ان کے مخالفین کا عمل غیر معتبر رہے پھر جب یہ مدینہ کے در و دیوار چھوڑ کر چلے جائیں تو مدینہ میں (باقی) رہ جانے والوں کا عمل ہی معتبر رہے اور غیر اہلِ مدینہ کا اختلاف معتبر ہی نہ رہو۔ (یہ کیسے ہوسکتا ہے؟) یہ تو ناممکن ہے۔

(اعلام الموقعین: ۲/ ۳۸۰، ۳۸۱ مکتبہ دار الجیل، بیروت، لبنان)

(۲) نیز زاد المعاد میں علامہ ابن قیمؒ نے اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھایا ہے کہ اہلِ مدینہ کے عمل کے معتبر نہ ہونے میں اس بات کو بھی بڑا دخل ہے کہ بنی امیہ کی طرف سے مقرر امراء نے مدینہ میں کئی ساری نئی نئی چیزیں ایجاد کر دی تھیں۔ (دیکھئے زاد المعاد: ۱/ ۱۹۹ المطبوعۃ مکتبۃ المورد)

(۳) حضرت لیث بن سعدؒ جو جلیل القدر محدث اور بہت بڑے درجہ کے امام ہیں انہوں نے امام مالکؒ کو ایک طویل خط لکھا، جس میں کئی امور پر نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ خاص طور پر اس بات کو ذکر کیا کہ سابقین اولین نے جہاد کے لیے مختلف علاقوں کا رخ کیا، وہاں کے لوگوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دی اور خلفاء راشدین تو چھوٹی چھوٹی چیز میں خطوط کے ذریعہ ان کی راہنمائی فرماتے رہے تاکہ دین محفوظ رہے، تو اب یہ کیسے کہا

جاسکتا ہے کہ مدینہ کے علاوہ بقیہ مقامات پر دین محفوظ نہیں رہا یا وہاں لوگوں کی رہنمائی نہیں ہوتی رہی۔ چنانچہ لیث بن سعدؒ لکھتے ہیں: ''ان سابقین اولین میں سے بے شمار حضراتِ صحابہؓ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے رضاء الٰہی کے حصول کی غرض سے نکل چکے تھے، پھر انہوں نے فوج میں بھرتیاں شروع کیں اور لوگ جمع ہوتے رہے، چنانچہ ان صحابہؓ نے ان لوگوں کے درمیان کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کو ظاہر کیا (عام کیا) اور جو کچھ انہیں معلوم تھا کوئی چیز ان میں سے نہیں چھپائی، اور ہر لشکر میں حضراتِ صحابہؓ کی ایک ایسی جماعت موجود تھی جو کتاب اللہ وسنتِ نبی اللہ کو اچھی طرح جانتی تھی اور قرآن وسنت نے جہاں وضاحت نہیں کی تھی وہاں وہ اپنی آراء سے اجتہاد کیا کرتے تھے، ان صحابہؓ میں ان کے پیش رَو حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ تھے جن کو مسلمانوں نے اپنے لیے منتخب کیا تھا اور یہ تینوں (خلفاء) نہ تو ان مسلم لشکروں کو ضائع کرنے والے تھے اور نہ ہی ان سے بے خبر وغافل تھے بلکہ اقامتِ دین اور کتاب وسنت میں اختلاف سے بچنے کے لیے چھوٹے چھوٹے معاملے میں (خطوط وفرامین کی شکل میں) انہیں لکھ کر ان کی رہنمائی فرمایا کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جس کو قرآن نے واضح کیا ہو یا نبی ﷺ نے اس پر عمل کیا ہو یا نبی کے بعد صحابہؓ نے آپس میں مشورہ سے کوئی بات طئے کی ہو مگر یہ کہ ان خلفاء نے ان صحابہؓ کو وہ چیز سکھلا دی اور بتادی''

آگے حضرت لیث بن سعدؒ نے بہت تفصیل کے ساتھ ایسے شواہد ومسائل پیش کیئے کہ اہلِ مدینہ کا عمل کچھ تھا اور سابقین اولین وکبارِ صحابہؓ کا عمل مختلف شہروں میں اَور تھا، سنت انہیں کی موید اور حق انہی کے ساتھ تھا۔

(یہ طویل خط اعلام الموقعین ۳/ ۸۳ تا ۸۸ پر دیکھ سکتے ہیں جو بڑا علمی ودلچسپ ہے جو ''رسالۃ اللیث الی مالک'' سے مشہور ہے۔)

جاری۔۔۔۔۔

وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: کہ اے میرے بیٹے! اگر تم ہر وقت اپنے دل کی یہ کیفیت بنا سکتے ہو کہ اس میں کسی کے بارے میں ذرا بھی کھوٹ نہ ہو تو ضرور ایسا کرو پھر آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ میری سنت میں سے ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (ترمذی)

افاداتِ اکابر

احسن المجالس

نوی پیٹ، نظام آباد

مدرسہ احسن المدارس نظام آباد میں منعقدہ حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہٗ کی ماہانہ اصلاحی مجلس کے چند اقتباسات جسے مولانا محمد عبدالقیوم شاکر قاسمی مدرس مدرسہ مظہر العلوم نظام آباد نے قلمبند کر کے قارئینِ اشرف الجرائد کے لئے روانہ کیا ہے۔ از: مرتب غفرلہٗ

حمد وصلوٰۃ کے بعد حضرت والا نے فرمایا: قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بارہا یہ حکم دیا کہ اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو، تو اللہ سے ڈرنے کا یہ مطلب نہیں جس طرح کسی درندہ یا طاقتور آدمی سے ڈرا جاتا ہے؛ بلکہ تقوی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عظمت شان اور کثرت احسان کا استحضار (یعنی ہمیشہ دھیان) رکھنا جس کی وجہ سے انسان کو اپنے خالق کی نافرمانی سے شرم آتی ہو، اگر یہ شرم وحیا کسی انسان کے دل میں پیدا ہوگئی تو پھر سمجھا جائے گا کہ اس دل میں تقوی اور اللہ کا ڈر پیدا ہوگیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ انسان درندوں یا کسی مخلوق سے ڈرتا ہے تو وہ ڈرنا اپنی جان اور ذات پر ظلم کے خطرہ کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسے کوئی آدمی دوسرے بہادر آدمی سے ڈرتا ہے یا شیر سے ڈرتا ہے کہ کہیں یہ اُس آدمی کو ہلاک نہ کر ڈالیں؛ اردو زبان میں محض سمجھانے کی غرض سے ڈر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے کہ تم اللہ سے ڈرو؛ حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بھی مخلوق پر ظلم نہیں کرتے۔ قرآن مجید میں ہے وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ کہ جتنی قوموں یا افراد پر عذاب آیا ہے ان پر ہم نے ظلم نہیں کیا بلکہ خود انہوں نے اپنی ذات پر ظلم کرلیا ہے۔ حدیث قدسی میں فرمایا گیا "یاعبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما" (مسلم: 2577) اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا ہے تم بھی آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کو حرام سمجھو۔

فرمایا کہ: اللہ تعالی کی ذات تو رحیم وکریم ہے وہ تو اپنے بندوں کے ساتھ محبت اور شفقت کا معاملہ کرتی ہے اور اتنی محبت کہ بندہ اگر نافرمانی اور گناہ بھی کرتا ہے تو اللہ کے مقرر کردہ دو فرشتوں میں سے بدی لکھنے والا فرشتہ اس کو فوراً درج نہیں کرلیتا بلکہ اللہ نے ان کراماً کاتبین میں سے نیکی لکھنے والے فرشتہ (جو دائیں کندھے پر

ہوتا ہے) کو آمر اور آزاد رکھا اسی لئے بندہ جب نیکی کا صرف ارادہ کرتا ہے تو وہ فوراً ایک ثواب اور نیکی بندہ کے نامہ اعمال میں درج کر دیتا ہے اور دوسرا فرشتہ (جو بائیں کندھے پر ہوتا ہے) اللہ نے اس کو مامور بنا دیا، اگر وہ بندہ کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ آمر (نیکی لکھنے والے فرشتے) سے پوچھتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں ایک گناہ لکھ لوں؟ تو وہ اس کو منع کرتا ہے کہ ابھی تو اس بندہ نے ارادہ کیا ہے عمل تو نہیں کیا ہے پھر اگر بندہ برائی کا ارتکاب نہیں کرتا تو نیکی والا فرشتہ اس کے حق میں ثواب لکھ دیتا ہے، اگر بندہ اپنے ارادہ کے مطابق برائی کر لیا تب بھی آمر اپنے مامور کو روک کر رکھتا ہے کہ ہوسکتا ہے یہ بندہ توبہ کر لے اس لئے ابھی مت لکھو، اگر برا کام کرنے کے بعد اس بندہ کو اللہ کی عظمت شان اور کثرت احسان کا خیال آجاتا ہے اور بندہ نادم اور شرمندہ ہوجاتا ہے تو پھر نیکی کا فرشتہ اس کے حق میں نیکی لکھ دیتا ہے؛ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر اتنا کرم اور احسان فرماتے ہیں کہ فرشتے بھی ان کے گناہوں کو نہیں لکھتے الّا یہ کہ کوئی اپنے شامتِ اعمال کی وجہ سے توبہ ہی نہ کرے اور پکڑا جائے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے منع کیا وہ بہت ساری چیزیں ہیں غیبت ہے، جھوٹ ہے، خیانت ہے، چوری ہے، ظلم ہے، زنا ہے، شرک وکفر ہے وغیرہ وغیرہ، ان گناہوں کے کرتے وقت بندہ کو اللہ کی عظمت شان اور کثرت احسان یاد آنا چاہئے؛ لیکن آج ہمارا حال یہ ہوچکا ہے کہ ہم گناہ کرتے ہیں اور پوری جرأت کے ساتھ کرتے ہیں اس پر ندامت اور شرمندگی بھی نہیں ہوتی ہے۔ مثلاً جھوٹ کو لے لیجئے کہ کتنا عام ہوگیا ہے اور اب تو کوئی اس کو گناہ بھی نہیں سمجھ رہا ہے حالانکہ جھوٹ بدترین گناہ ہے؛ ہمارے اکابر واسلاف جھوٹ سے بچنے کا کتنا اہتمام کرتے تھے؛ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ مکۃ المکرمہ میں علالت سے افاقے کے بعد مریدین کے خطوط اٹھا کر جوابات لکھنے کیلئے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم جوابات لکھو میں املاء کراؤں گا؛ ایک خط کے جواب میں جواب کی تاخیر کی وجہ بھی بیان کرتے ہوئے لکھایا کہ "میں شدید بیمار تھا جس کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی" پھر روک دیا کہ ابھی مت لکھو، بہت دیر تک سر جھکائے اور پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ ہاں لکھدو، صاحبزادے نے روکنے کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا کہ میں نے غور کیا کہ "میں شدید بیمار تھا یا نہیں اگر نہیں تھا اور لکھا دوں گا تو کہیں جھوٹ نہ ہوجائے تو میرے دل نے جواب دیا کہ ہاں میں شدید بیمار تھا تو اب وہی جملہ لکھنے کیلئے کہہ رہا ہوں۔" ہمارے اکابر جھوٹ کے شبہ سے بھی بچنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو اس وقت ایمان اس سے نکل جاتا ہے، جھوٹ اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہوتے۔

فرمایا: امانتوں میں خیانت بھی آج عام ہوتی جارہی ہے یہ بھی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو منع کیا ہے؛ امانت کی کوئی بھی چیز ہمارے پاس رکھی جاتی ہے تو وہ بھروسہ اعتماد پر ہی رکھی جاتی ہے اگر ہم اس میں خیانت کرتے ہیں تو گویا سامنے والے کے اعتماد کو ہم نے توڑ دیا؛ امانتوں کے سلسلہ میں شریعت نے

سخت احکام جاری کئے ہیں، فقہ کی کتابوں میں مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ جو چیز امانت میں رکھائی جائے واپس کرتے وقت وہی چیز واپس کرنی ہوگی، جو نوٹ رکھائے گئے تھے وہی نوٹ واپس کرنا ضروری ہے، ہاں! اگر آپ اس امانت رکھانے والے سے استعمال کی اجازت لے لیں تو اس کی گنجائش ہے۔

کسی زمانہ میں دو نوجوان تھے جنہوں نے ایک ہی زمانہ میں ایک ساتھ اسلام قبول کیا تھا جس کی وجہ سے دونوں میں اللہ کے واسطے باہمی محبت ہوگئی، دونوں نے معاہدہ کرلیا کہ اگر ہم میں سے کوئی پہلے مرجائے تو دوسرے کو خواب میں زیارت کراتے رہنا (حالانکہ جس طرح موت ان کے اختیار میں نہیں اسی طرح خواب میں آکر زیارت کرانا بھی ان کے اختیار میں نہیں ہے) بھولے بھالے مسلمان تھے؛ چنانچہ ان میں سے ایک صاحب کا انتقال ہوگیا کافی دنوں بعد خواب میں ان کی زیارت ہوئی تو انھوں نے اپنے گھر کے احوال سنائے کہ تم کیسے دوست ہو؟ نہ میرے گھر کی خبر لیتے ہو نہ میری بیوی بچوں کو پوچھتے ہو، تمہاری یہ کیسی محبت ہے کہ تم شہر چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے؟ میرے گھر جاؤ اور دیکھو کہ میری بچی کی طبیعت خراب ہے، کل گھر کی بلی مرگئی ہے، خواب میں زیارت کرنے والے نے دیکھا کہ اس مرحوم کے گلے میں ایک سیاہ پٹہ ہے تو پوچھا کہ تمہارے گلے میں یہ پٹہ کیوں ہے؟ تو اس نے بتایا کہ اصل بات تم کو بتانی ہے کہ فلاں یہودی کے میرے پاس چالیس درہم امانت کیلئے رکھے ہوئے تھے میں ان کو استعمال بھی نہیں کیا اور واپس بھی نہیں کرسکا، اسی اثناء میں میری موت ہوگئی، جس کی وجہ سے جہنم کے عذاب کا یہ طوق میرے گلے میں پڑا ہوا ہے؛ لہذا تم میرے گھر جاؤ خیر خیریت معلوم کرو اور وہ یہودی کی امانت گھر کی چھت میں فلاں جگہ رکھی ہوئی ہے۔ تم فوراً اس کو واپس کردو تو مجھے اس عذاب سے نجات ملے گی ورنہ میں اس تکلیف میں مبتلا رہوں گا؛ وہ دوست اس مرحوم کے گھر جاکر دریافت کیا تو سب کچھ اسی طرح ہوا جو مرحوم دوست نے خواب میں کہا تھا، چنانچہ اس نے مرحوم کی بیوی سے اجازت لے کر گھر کی چھت سے وہ درہم نکالے اور یہودی کے پاس لے جاکر اس کو واپس کیا وہ منع کرتا رہا کہ میں اس رقم کو واپس نہیں لوں گا؛ دوست نے اپنے دوست کی برزخ میں ہونے والی تکلیف بتائی تو اس نے مرحوم کو عذاب سے نجات دلانے کیلئے قبول کرلیا اور اُس درہم کی تھیلی کو کھول کر دیکھا تو بے ساختہ کہنے لگا اللہ اکبر! یہ تو وہی درہم ہیں جو میں نے ان کے پاس رکھوائے تھے انھوں نے استعمال بھی نہیں کیا جوں کے توں رکھے رہے؛ امانت داری کی اس احتیاط کو دیکھ کر وہ یہودی دائرہ اسلام میں آگیا اور بہت ساری دولت لے کر اس مرحوم کے گھر کی ضروریات کی تکمیل کا انتظام بھی کردیا۔ اس لئے ایک مومن کو امانتوں میں خیانت سے بچنا چاہئے۔

ذکر رفتگاں

موت اس کی ہے، کرے جس پہ زمانہ افسوس

ادارہ

اس دورِ قحط الرجال میں جہاں ایک طرف مردانِ خدا اور رجالِ دین کم یاب ہوتے جارہے ہیں وہیں دوسری طرف اکابر کی خوشہ چینی، اسلاف کی پیروی اور ملتِ اسلامیہ کی رہبری ورہنمائی کرنے والی نادرۂ روزگار ہستیاں بھی راہی ملکِ عدم ہورہی ہیں ع

موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

حالیہ چند ماہ میں جو بزرگانِ دین، اساطینِ علم اور مصلحینِ قوم وملت اس دارِفانی سے رحلت فرما گئے، اختصار کے ساتھ ان کا ذکر خیر مختلف مضامین سے اخذ کرکے ہدیۂ قارئین ہے۔

ڈاکٹر علامہ وھبہ زحیلیؒ: نامور فقیہ، معروف مفسر، متبحر عالم اور غالباً عصر حاضر کے سب سے بڑے مصنف، جو گذشتہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک آسمان علم وتحقیق پر ماہتاب بن کر دمکتے رہے کہ یکایک ۸/اگست ۲۰۱۵ء کی شام مختصر علالت کے بعد ہمیشہ کے لیے روپوش ہوگئے۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، التفسیر المنیر، الوجیز فی الفقہ الاسلامی، الفقہ الحنفی المُیسر، الفقہ الشافعی المیسر، الفقہ المالکی المیسر، الفقہ الحنبلی المیسر اور اصول الفقہ الاسلامی وغیرہ آپ کی علمی یادگاریں اور ایسے تابندہ نقوش وآثار ہیں کہ رہتی دنیا تک ان سے استفادہ کا سلسلہ جاری رہے گا۔

مولانا نظام الدینؒ: عظیم قائد، مفکر ملت، امیر شریعت، اور کئی ایک قومی ومذہبی تنظیموں کے روحِ رواں ومیر کارواں؛ جن کی پچاس سالہ زندگی پر مشتمل ملی، دینی اور قومی خدمات اس بات کی گواہ ہیں کہ جب کبھی نامساعد حالات اور ناموافق فضاء نے ان کے صبر وعزیمت سے ٹکرانے کی کوشش کی تو وہ اپنا رخ تبدیل کرنے پر مجبور ہوگئی، مستقبل کا مورخ جب کبھی امیر شریعت کے کارہائے نمایاں پر قلم اٹھائے گا تو وہ اس مردِ مجاہد کی غیر معمولی فعالیت، قائدانہ لیاقت، یقین ومحکم، عمل پیہم اور جہد مسلسل کو نظر انداز نہیں کرسکے گا۔

حضرت مولانا شیر علیؒ: شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذِ حدیث، حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ کے خادمِ خاص، صوبۂ گجرات کی قدیم ومعروف دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ فلاح دارین ترکیسر کے استاذ

حدیث حضرت مولانا شیر علی صاحب ۹۳ سال کی عمر میں اس دنیا سے رحلت فرما گئے، اصلاً آپ ملکِ افغانستان کے باشندے تھے، ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد تکمیل کے لئے ہندوستان تشریف لائے اور یہیں کے ہو رہے، ۱۹۸۸ سے تادم آخریں جامعہ فلاح دارین ترکیسر میں تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کرتے رہے اور قال اللہ وقال الرسول کی پُرنور فضاؤں میں اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔

حضرت مولانا یعقوب اشرف صاحبؒ: ریاست گجرات کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم اشرفیہ کے مہتمم، سورت شہر کے معروف مدرسہ صوفی باغ کے شیخ الحدیث، محی السنہؒ کے خلیفہ ومجاز، مسیح الامتؒ کے شاگردِ خاص، حضرت مولانا یعقوب اشرف صاحب ۸/اکتوبر ۲۰۱۵ء صبح ساڑے چھ بجے اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے، تقریباً ۳۵ سال پر محیط زمانہ آپ کی علمی، دینی اور اصلاحی خدمات کا ایک روشن باب ہے اور علم ینتفع بہ کے بہ مصداق آپ کے لئے رفع درجات کا سبب ہے۔

حضرت مولانا ابراھیم صاحبؒ: ریاست گجرات کی مشہور ومعروف دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل کے قدیم اور صرف ونحو کے مایہ ناز استاذ حضرت مولانا ابراھیم صاحب اٹالوی بھی اس دارِفانی سے رحلت فرما گئے، مولانا موصوف کے سینکڑوں تلامذہ انشاء اللہ ان کا صدقۂ جاریہ ہیں۔

حضرت مولانا شوکت نظیر صاحبؒ: کوکن کے نامور عالم دین، جامع مسجد ممبئی کے مشہور خطیب اور ہردل عزیز واعظ ومقرر؛ جنہوں نے ۵۱ سال تک جامع مسجد ممبئی میں خطابت کے فرائض انجام دیئے، وعظ ونصیحت، دعوت وتذکیر اور اصلاح وتبلیغ کے حوالہ سے مولانا کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں، طویل عرصے کی علالت کے بعد شدید بخار کی حالت میں داعی اجل کو لبیک کہا، سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے نمازِ جنازہ ادا کر کے آپ کو سپرد خاک کیا مولانا موصوف کا اکابر دیوبند اور مشائخ اہل حق سے بہت گہرا تعلق تھا اور ان کی شفقات بھی مولانا پر بہت زیادہ تھیں۔

جناب سید وزیر منور صاحب مرحوم: موصوف ضلع کھمم سے تعلق رکھتے تھے، کوئی بیس بائیس سال سے حیدرآباد میں قیام تھا، ذہنی تناؤ کے مریض تھے، اس وجہ سے بہت جہد وضیق کی زندگی گذاری، اکثر وقت اشرف العلوم میں گذار لیتے تھے، کبھی امداد العلوم مسجد ٹین پوش میں اور کبھی ملے پلی مرکز میں قیام کر لیتے تھے، مرض نے شدت اختیار کی تو مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب نے دواخانے میں شریک کر کے علاج ومعالجے کا بندوبست فرمایا، بالآخر ۳۰ نومبر ۱۵ء کو انتقال کر گئے، نماز جنازہ مسجد ٹین پوش میں حضرت ناظم صاحب زید مجدہٗ نے پڑھائی۔

ادارہ ان تمام ہی مرحومین کے لیے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ فرمائے، ان کی حسنات وخدمات کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین، ہم قارئین سے بھی عرض گذار ہیں کہ ان کے لئے ایصالِ ثواب ودعائے مغفرت فرمائیں۔

فقہ وفتاویٰ

خواتین کی ملازمت کا حکم

از: ادارہ

سوال: کیا مسلم خواتین سرکاری وغیر سرکاری نوکریاں کر سکتی ہیں یا نہیں؟ کرنے اور نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟ اگر شوہر تنگدست ہو تو اس صورت میں بیوی کے لیے نوکری کے تعلق سے شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت نے اصالۃً عورت پر کسبِ معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی ہے؛ بلکہ مردوں کو کسبِ معاش کا مکلف بنایا ہے؛ چنانچہ شادی تک لڑکیوں کا نان ونفقہ والد کے ذمے اور شادی کے بعد شوہر پر واجب قرار دیا ہے، یہی لوگ اس کے نان ونفقہ کے ذمہ دار ہیں، اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (سورۂ نساء: ۳۴) مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔

اس لیے کسی عورت کو اگر نفقہ کی تنگی یا مخصوص حالات کے تحت معاشی بدحالی کا سامنا نہیں تو محض معیارِ زندگی بلند کرنے اور زندگی میں ترفہ پیدا کرنے کے لیے گھر سے باہر نکل کر ملازمت کے لیے پیش قدمی کرنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ عمل نہیں؛ لیکن اگر عورت کو معاشی تنگی کا سامنا ہو اور شوہر اس کی ذمہ داری اٹھانے سے قاصر ہو یا تساہل کرتا ہو، یا عورت بیوہ ہو اور گھر میں رہ کر اس کے لیے کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ممکن نہ ہو، تو ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت ملازمت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہوگی؛ چناں چہ حضرات فقہائے کرام نے معتدۃ الوفات کو کسبِ معاش کے لیے دن دن میں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے؛ مگر ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت باہر نکل کر ملازمت کے جائز ہونے کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ ملازمت کا کام فی نفسہ جائز کام ہو ایسا کام نہ ہو جو شرعاً ناجائز یا گناہ ہو؛ کیوں کہ ممنوع وناجائز کام کی ملازمت بہر صورت ناجائز ہے۔

عورت کے لیے ملازمت ناگزیر ہونے کی صورت میں اور اس شرط کے پائے جانے کے ساتھ کہ وہ ملازمت جائز کام کی ہے، دوسری ضروری شرط احکامِ ستر وحجاب کی پوری پابندی کرنا ہے، اس کی تفصیل شرعی تعلیمات کی روشنی میں درج ذیل ہے:

(الف) شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، باہر نکلنے کے وقت شدید ضرورت کی حالت میں اگرچہ چہرہ اور

ہاتھ کھولنے کی اجازت ہے؛ مگر فتنے کا خوف ہو تو ان کے کھولنے سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے، موجودہ دور جو فتنہ کا خوف ناک دور ہے، اس میں عام حالات میں حکم چہرہ چھپانے ہی کا ہے۔

(ب) لباس دبیز، سادہ اور جسم کے لئے ساتر ہو، بھڑک دار، جاذب، پُرکشش اور نیم عریاں قسم کا نہ ہو، اور ایسا لباس بھی نہ ہو، جس سے جسم کا کوئی حصہ نمایاں ہوتا ہو۔ (ج) بناؤ سنگھار اور زیب وزینت کے ساتھ نیز خوشبو لگا کر نہ نکلے۔ (د) مردوں سے بالکل اختلاط نہ ہو، اگر کبھی کسی مرد سے اتفاقیہ گفتگو کی نوبت آئے تو عورت لوچ دار طرزِ گفتگو کے بجائے سخت لہجہ اختیار کرے تاکہ دل میں بے جا قسم کے وساوس وخیالات پیدا نہ ہوں۔ (ہ) ایسا زیور پہن کر نہ نکلے جس سے آواز آتی ہو۔ (و) ملازمت کرنے کی وجہ سے خانگی امور میں لا پروائی نہ ہو جس سے شوہر اور بچوں کے حقوق ضائع ہوں؛ کیوں کہ عورت کی اولین اور اہم ذمہ داری، بچوں کی تعلیم وتربیت اور امورِ خانہ داری ہے، ملازمت ثانوی درجہ کی چیز ہے، شریعت نے عورت کو اس کا مکلف بھی نہیں بنایا۔ (ز) راستہ پُرامن ہو؛ یعنی آمد ورفت کے دوران کسی شر اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

مذکورہ شرطیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، فقہائے کرام نے ان کی صراحت کی ہے، ان شرائط کا لحاظ رکھتے اور ان پر عمل کرتے ہوئے اگر جائز کام کی ملازمت عورت اختیار کرے تو اس کی گنجائش ہوسکتی ہے؛ مگر غور کا مقام ہے کہ اکثر جگہوں میں دورانِ ملازمت ان میں سے بیشتر شرائط مفقود ہوتی ہیں، اور یہ بھی غور کرنے کا مقام ہے کہ جہاں عورتوں کی ملازمت سے بظاہر کچھ فوائد محسوس کئے جاتے ہیں، وہیں معاشرے پر اس کے بہت زیادہ خراب اثرات بھی پڑ رہے ہیں؛ مثلاً: خاندانی رکھ رکھاؤ ختم ہوجاتا ہے، زوجین کے مزاج وانداز میں ایک دوسرے سے دوری پیدا ہوجاتی ہے، بچوں کی تربیت نرسری کے حوالے ہوجاتی ہے، عورت کی ملازمت ہی کے نتیجے میں طلاق وتفریق کے مسائل بھی بہ کثرت رونما ہو رہے ہیں۔

اگر کسی عورت کو واقعی معاشی تنگی کا سامنا ہونے کی بنا پر ملازمت ناگزیر ہوجائے تو بہ وقت ضرورت ملازمت اختیار کرنے کی صورت میں اُسے اللہ اور اس کے رسول پر کامل ایمان اور اسلام کے احکام پر پختہ یقین رکھنے والی مسلم خاتون کی طرح اسلام کے حکم حجاب کو بھی تسلیم کرتے ہوئے، حجاب کی شرعی ہدایات پر کاربند اور عمل پیرا ہونے میں فخر محسوس کرنا چاہیے؛ کیوں کہ یہ اسلام کا خصوصی حکم اور اس کا شعار ہے؛ لہٰذا عورت خود اپنے حالات میں غور کرلے کہ اس کو ملازمت کی ضرورت کس درجہ کی ہے اور ملازمت اختیار کرنے میں کیا کیا امور ناجائزہ وگناہ کے اسے اختیار کرنے پڑیں گے؟ جن سے ایک مسلم خاتون کی حیثیت سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرنا، اس کے ذمہ لازم وضروری ہے، حاصل یہ ہے کہ مجبور کن حالات میں بھی خلافِ شرع امور سے اجتناب کی راہ اختیار کرنا، عورت کی خود اپنی ذمہ داری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تلخیص از: چند اہم عصری مسائل: ۳۱۳/۳۱۶)

خبرنامہ

عالمِ اسلام کی خبریں

مولانا محمد عبدالقادر فرید قاسمی*

میانمار، روہنگیا مسلمانوں کے خلاف تشدد ترک کرے: سعودی سفیر

سعودی پریس ایجنسی نے یہ رپورٹ دی کہ جینوا میں اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل میں تقریر کرتے ہوئے سعودی سفیر برائے اقوام متحدہ فیصل بن حسن ترادنے میانمار میں مسلمانوں کے خلاف تشدد، نفرت انگیز تقاریر اور نسلی امتیاز کے مسلسل اقدامات پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے، اور حکومت میانمار سے مطالبہ کیا کہ وہ ریاست راکھین میں روہنگیا مسلمانوں کے تمام تر شہری حقوق کو بحال کریں نیز روہنگیا مسلمانوں کے جنسی استحصال بشمول غیر قانونی انسانی تجارت کے انسداد کے لیے ضروری اقدامات کرے نیز تمام مسلم پناہ گزینوں اور بے گھر افراد کی واپسی کو یقینی بنائے تا کہ تمام فریق کے ساتھ تعاون ممکن ہوسکے اور ان کے تک انسانی امداد پہنچ سکے، تنظیم (او آئی سی) کے ادارہ اے آئی یو کے صدر ڈاکٹر طاہر محمود نے سعودی حکومت سے اظہار تشکر کرتے ہوئے بتایا کہ سعودی عرب میں فی الحال ایک لاکھ ۲۵ ہزار روہنگیا مسلمانوں کو قانونی طور پر قیام کی اجازت دی گئی ہے اور ۴ برسوں کے لیے مفت رہائشی اقامے فراہم کیے گئے ہیں، اُنھیں مفت طبی سہولتیں بھی حاصل ہیں، اور سعودی عرب کے کسی بھی تعلیمی ادارہ میں ثانوی سطح تک تعلیم حاصل کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ (روزنامہ اعتماد: ۷ نومبر ۱۵ء)

شمالی قبرص ترکی میں اذان پر پابندی لگادی گئی

شمالی قبرص ترک جمہوریہ کے ایک قصبہ میں عدالت نے عوامی شکایت پر تین مساجد کے لاؤڈ اسپیکر اذان کے لئے بند کروادیئے، فضا گوزیل اولو نامی ایک وکیل نے عدالت میں درخواست دائر کی تھی کہ لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ علاقہ میں فجر کی اذانیں کافی اونچی اواز سے دی جاتی ہیں جس سے مکینوں کو شکایات لاحق ہیں، اس پر عدالت نے یہ کاروائی کی۔

(روزنامہ اعتماد: ۸ نومبر ۱۵ء)

داعش عیسائیوں، اقلیتوں سے کئی گنا زیادہ سنی مسلمانوں کی قاتل

فرانس کے دارالحکومت پیرس میں جمعہ کے دن ہوئے کئی دہشت گرد حملوں میں کم سے کم 129 افراد ہلاک اور 340 زخمی ہوئے جبکہ کئی افراد کی حالت تشویشناک ہے، دنیا بھر سے فرانس کے ساتھ ہمدردی کی گئی اور اس کے فوری بعد مشرقی وسطی میں حالیہ جنگی حملوں سے متاثرہ پناہ گزینوں پر مغربی ممالک میں امتناع عائد کیا جانے لگا، ایک نامہ نگار نے دہشت گرد تنظیم اسلامک اسٹیٹ کے بارے لکھا ہے کہ اُس نے سنی مسلمانوں کی بڑی تعداد کا قتل عام کیا جو کہ عیسائیوں، شیعوں اور دیگر اقلیتوں کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہے، ایک سال قبل اقوام متحدہ سے ایک دستاویز پیش کیا تھا جس میں اسلامک اسٹیٹ کی سنی مسلمانوں کے خلاف بربریت کو پیش کیا گیا، اس دستاویز میں لکھا تھا کہ 2014 کے پہلے آٹھ ماہ میں اسلامک اسٹیٹ نے ''اہم رول'' ادا کرتے ہوئے عراق کے سنی مسلمانوں کی کم سے کم 9347 شہریوں کو قتل کیا تھا۔ (روزنامہ منصف: ۱۹ نومبر ۱۵ء)

*استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا